قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل
لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

منگل 16 اگست 2022ء | 18 محرم 1444 ہجری قمری | 16 ظہور 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 171

ارشادِ باری تعالیٰ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ﴿۵۷﴾

(الاحزاب: 57)

ترجمہ: اللہ اور اس کے فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے رہتے ہیں پس اے مومنو! تم بھی اس نبی پر درود بھیجتے رہا کرو اور اس کے لئے سلامتی مانگتے رہا کرو۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام براہین احمدیہ میں اپنے ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ’’جو الہام ہے وہ یہ ہے صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ۔ اور درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے صلی اللہ علیہ وسلم‘‘۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب مراتب اور تفضّلات اور عنایات اسی کے طفیل سے ہیں اور اسی سے محبت کرنے کا یہ صلہ ہے۔ سبحان اللہ اُس سرورِ کائنات کے حضرت احدیّت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں اور کس قسم کا قُرب ہے کہ اُس کا مُحب خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کا خادم ایک دنیا کا مخدوم بن جاتا ہے۔

ہیچ محبوبے نماند ہمچو یار دلبرم
مہر و مہ را نیست قدرے در دیارِ دلبرم
آں کجا روئے کہ دارد ہمچو رُویش آب و تاب
واں کجا باغے کہ مے دارد بہارِ دلبرم

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 597-598 حاشیہ)

کہ میرے محبوب جیسا کوئی نہیں ہے۔ اس کے ہاں چاند اور سورج کی بھی کوئی قیمت نہیں۔ ایسا چہرہ کہاں کہ اس جیسی آب و تاب رکھتا ہو اور ایسا باغ کہاں جو میرے محبوب جیسی بہار رکھتا ہو۔

پس دشمن ہمیں جو چاہے کہتا رہے۔ ہم پر جو بھی الزام لگاتے ہیں لگاتے رہیں۔ ہمارے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور ہمیں سب سے بڑھ کر آپ کے خاتم النبیین ہونے کا ادراک ہے اور یہ سب ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم دشمن کے ہر حملے اور ہر ظلم کے بعد پہلے سے بڑھ کر اپنے ایمان میں بڑھتے چلے جانے والے ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پہلے سے بڑھ کر بھیجنے والے ہوں تا کہ مسلمانوں کو بھی آپ کے اس مقام کا صحیح اِدراک حاصل ہو اور یہ بھٹکے ہوئے مسلمان بھی صحیح رستے پر آ جائیں اور دنیا میں بھی اسلام کی خوبصورت تعلیم پھیلے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 16 دسمبر 2016ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- موسیٰ پلٹ کہ وادیٔ ایمن اُداس ہے (منظوم)
- حضرت ذو الکفل (حزقیل) علیہ السلام۔ قرآنی انبیاء
- حیاتِ نورالدین
- نیشنل پکنک مجلس خدام الاحمدیہ بیلجیئم 2022ء
- میری پیاری سہیلی بشریٰ حمید
- جو بھی ہوتا ہے، ہماری خاطر ہوتا ہے

فرمانِ رسولؐ

کونسا درود پڑھا جائے؟

حضرت کعبؓ بیان فرماتے ہیں:

ہم لوگوں نے (ایک دفعہ) حضرت رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم آپ لوگوں یعنی آپ کے گھر کے ساتھ تعلق رکھنے والے تمام لوگوں پر درود کس طرح بھیجا کریں؟ سلام بھیجنے کا طریق تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا ہے آپؐ نے فرمایا یوں کہا کرو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

یعنی: اے اللہ! محمد ﷺ پر اور محمدؐ کی آل پر درود بھیج۔ جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیمؑ پر اور حضرت ابراہیمؑ کی آل پر درود بھیجا ہے۔ تو بہت ہی حمد والا اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! تو محمد ﷺ پر اور محمدؐ کی آل پر برکات بھیج۔ جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی آل پر برکات بھیجی ہیں تو بہت ہی حمد والا اور بزرگی والا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء حدیث نمبر 3370)

حضرت سلطان القلم کے رشحاتِ قلم

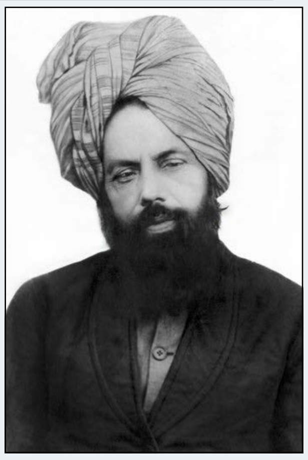

درود شریف کس طرح پڑھا جائے؟

- ’’درود شریف اس طور پر نہ پڑھیں کہ جیسا عام لوگ طوطی کی طرح پڑھتے ہیں۔ نہ ان کو جناب حضرت رسول اللہ ﷺ سے کچھ کامل خلوص ہوتا ہے اور نہ وہ حضورِ تام سے اپنے رسول مقبولؐ کے لئے برکاتِ الٰہی مانگتے ہیں۔ بلکہ درود شریف سے پہلے اپنا یہ مذہب قائم کر لینا چاہئے کہ رابطہ محبت آنحضرت ﷺ اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ ہرگز اپنا دل یہ تجویز نہ کر سکے کہ ابتدائے زمانہ سے انتہاء تک کوئی ایسا فرد بشر گزرا ہے جو اس مرتبہ محبت سے زیادہ محبت رکھتا تھا یا کوئی ایسا فرد آنے والا ہے جو اس سے ترقی کرے گا اور قیام اس مذہب کا اس طرح پر ہو سکتا ہے کہ جو کچھ محبان صادق آنحضرت ﷺ کی محبت میں مصائب اور شدائد اٹھاتے رہے ہیں یا آئندہ اٹھا سکیں یا جن جن مصائب کا نازل ہونا عقل تجویز کر سکتی ہے وہ سب کچھ اٹھانے کے لئے دلی صدق سے حاضر ہو۔ اور کوئی ایسی مصیبت عقل یا قوتِ واہمہ پیش نہ کر سکے کہ جس کے اٹھانے سے دل رک جائے اور کوئی ایسا حکم عقل پیش نہ کر سکے کہ جس کی اطاعت سے دل میں کچھ روک یا انقباض پیدا ہو اور کوئی ایسا مخلوق دل میں جگہ نہ رکھتا ہو جو اس جنس کی محبت میں حصہ دار ہو...... پس جب اس طور پر درود شریف پڑھا گیا تو وہ رسم اور عادت سے باہر ہے اور بلاشبہ اس کے عجیب انوار صادر ہوں گے اور حضورِ تام کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ اکثر اوقات گریہ و بکا ساتھ شامل ہو اور یہاں تک یہ توجہ رگ اور ریشہ میں تاثیر کرے کہ خواب اور بیداری یکساں ہو جاوے۔‘‘

(مکتوبات جلد 1 صفحہ 13 پرانا ایڈیشن)

- ’’آپ درود شریف کے پڑھنے میں بہت ہی متوجہ رہیں۔ اور جیسا کہ کوئی اپنے پیارے کے لئے فی الحقیقت برکت چاہتا ہے۔ ایسے ہی ذوق اور اخلاص سے حضرت نبی کریم ﷺ کے لئے برکت چاہیں۔ اور بہت ہی تضرع سے چاہیں۔ اور اس تضرع اور دعا میں کچھ بناوٹ نہ ہو۔ بلکہ چاہئے کہ حضرت نبی کریم ﷺ سے سچی دوستی اور محبت ہو۔ اور فی الحقیقت روح کی سچائی سے وہ برکتیں آنحضرت ﷺ کے لئے مانگی جائیں کہ جو درود شریف میں مذکور ہیں...... اور ذاتی محبت کی یہ نشانی ہے کہ انسان کبھی نہ تھکے اور نہ ملول ہو اور نہ اغراضِ نفسانی کا دخل ہو اور محض اسی غرض کے لئے پڑھے کہ آنحضرت ﷺ پر خداوند کریم کے برکات ظاہر ہوں۔‘‘

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ 24-25 پرانا ایڈیشن)

دربارِ خلافت

فرشتوں کی اقسام

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ اور فرشتے ایک اور بندے کے اعمال لے کر آسمان کی طرف چڑھے۔ وہ فرشتے آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ یہ اعمال بڑے پاکیزہ ہیں اور یہ بندہ اُنہیں بڑی کثرت سے بجا لا رہا ہے اور چونکہ ان اعمال میں غیبت کا کوئی شائبہ نہیں تھا اس لئے پہلے آسمان کے دربان اور حاجب فرشتے نے اُنہیں آگے گزرنے دیا۔ لیکن جب وہ دوسرے آسمان پر پہنچے تو اُس کے دربان فرشتے نے اُنہیں پکارا کہ ٹھہر جاؤ۔ واپس لوٹو اور ان اعمال کو ان کے بجالانے والے کے منہ پر مارو۔ اُس فرشتے نے کہا کہ مَیں فخر و مباہات کا فرشتہ ہوں اور خدا تعالیٰ نے مجھے اس لئے یہاں مقرر کیا ہے کہ مَیں کسی بندے کے ایسے اعمال کو یہاں سے نہ گزرنے دوں جن میں فخر و مباہات کا بھی کوئی حصہ ہو اور وہ اپنی مجالس میں بیٹھ کر بڑے فخر سے اپنی نیکی کو بیان کرنے والا ہو۔ یہ شخص جس کے اعمال لے کر تم یہاں آئے ہو، لوگوں کی مجالس میں بیٹھ کر اپنے ان اعمال پر فخر و مباہات کا اظہار کیا کرتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر فرشتوں کا ایک اَور گروہ ایک اَور بندے کے اعمال لے کر آسمان کی طرف بلند ہوا اور وہ ان فرشتوں کی نگاہ میں بھی کامل نور تھے، ایسے اعمال تھے جو بڑے چمکدار تھے۔ ان اعمال میں صدقہ و خیرات بھی تھا، روزے بھی تھے، نمازیں بھی تھیں اور وہ محافظ فرشتے تعجب کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ کا یہ بندہ کس طرح اپنے رب کی رضا کی خاطر محنت کر رہا ہے۔ اور چونکہ ان اعمال میں غیبت کا کوئی حصہ نہیں تھا، ان میں فخر و مباہات کا بھی کوئی حصہ نہیں تھا، اس لئے پہلے اور دوسرے آسمان کے دربان فرشتوں نے اُنہیں گزرنے دیا۔ لیکن جب وہ تیسرے آسمان کے دروازے پر پہنچے تو اُس کے دربان فرشتے نے کہا ٹھہر جاؤ۔ اِضْرِبُوْا بِهٰذَا الْعَمَلِ وَجْهَ صَاحِبِهٖ۔ کہ جس شخص کے یہ اعمال ہیں، تم خدا تعالیٰ کے حضور جن کو پیش کرنے جا رہے ہو، اُس کے پاس واپس لے جاؤ اور ان اعمال کو اُس کے منہ پر مارو۔ فرشتے نے کہا کہ میں تکبر کا فرشتہ ہوں، مجھے تیسرے آسمان کے دروازے پر اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت دے کر کھڑا کیا ہے کہ اس دروازے سے کوئی ایسا عمل آگے نہ گزرے جس کے اندر تکبر کا کوئی حصہ ہو۔ اور یہ شخص جس کے اعمال تم اپنے ساتھ لائے ہو یہ بڑا متکبر ہے۔ وہ اپنے آپ کو ہی سب کچھ سمجھتا ہے اور دوسروں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان سے تکبر اور اِباء کا سلوک کیا کرتا ہے۔ اور وہ اپنی مجالس میں گردن اونچی کر کے بیٹھنے والا ہے۔ اس کے اعمال گو تمہاری نظر میں اچھے نظر آ رہے ہیں لیکن وہ خدا تعالیٰ کی نظر میں مقبول نہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک چوتھا گروہ ایک اور بندے کے اعمال لے کر آسمان کی طرف بلند ہوا۔ وہ اعمال ان فرشتوں کو کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ، یعنی روشن ستارے کی طرح خوبصورت معلوم ہوتے تھے۔ اُن میں نمازیں بھی تھیں، تسبیح بھی تھی، حج بھی تھا، عمرہ بھی تھا۔ وہ فرشتے یہ اعمال لے کر آسمان کے بعد آسمان اور دروازے کے بعد دروازے سے گزرتے چوتھے آسمان کے دروازے پر پہنچے۔ تو اُس کے دربان فرشتے نے اُنہیں کہا ٹھہر جاؤ۔ تم یہ اعمال اُن کے بجالانے والے کے پاس واپس لے جاؤ اور اُس کے منہ پر دے مارو۔ اُس فرشتے نے کہا کہ مَیں خود پسندی کا فرشتہ ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ مَیں اُس شخص کے اعمال کو جس کے اندر عُجب پایا جاتا ہے، گویا وہ اپنے نفس کو خدا تعالیٰ کا شریک سمجھتا ہو اور خود پسندی کا احساس اُس کے اندر پایا جائے اور اُس میں خدا تعالیٰ کی بندگی کا احساس نہ پایا جاتا ہو، اس چوتھے آسمان کے دروازے سے اُسے نہیں گزرنے دیا جا سکتا کیونکہ میرے رب کا مجھے یہی حکم ہے کہ یہ شخص جب کوئی کام کرتا تھا تو خود پسندی کو اُس کا ایک حصہ بنا دیتا تھا، اُس کے اعمال اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں مقبول نہیں ہیں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتوں کا ایک پانچواں گروہ ایک اور بندے کے اعمال لے کر آسمانوں کی طرف بلند ہوا۔ ان اعمال کے متعلق ان فرشتوں کا خیال تھا کہ ’’كَاَنَّهُ الْعَرُوْسُ الْمَزْفُوْفَةُ اِلٰى بَعْلِهَا‘‘ وہ ایک بجی سجائی سولہ سنگھار سے آراستہ دلہن کی طرح ہے جو خوشبو پھیلاتی ہے اور اپنے دولہا کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ لیکن جب وہ چاروں آسمانوں پر سے گزرتے ہوئے پانچویں آسمان پر پہنچے تو اُس کے دربان فرشتے نے کہا کہ ٹھہر جاؤ، ان اعمال کو واپس لے جاؤ اور اس شخص کے منہ پر مارو اور اُسے کہو کہ تمہارا خدا ان اعمال کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں کیونکہ میں حسد کا فرشتہ ہوں اور میرے خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ ہر وہ شخص جس کو حسد کرنے کی عادت ہو اُس کے اعمال پانچویں آسمان کے دروازے میں سے نہ گزرنے دوں گا۔ یہ شخص ہر علم حاصل کرنے والے اور نیک اعمال بجالانے والے پر حسد کیا کرتا تھا۔ میں اس کے اعمال کو اس دروازے میں سے نہیں گزرنے دوں گا۔ کسی بھی عالم کو دیکھتا تھا، کسی بھی اچھے کام کرنے والے کو دیکھتا تھا تو حسد کرتا تھا۔ اس لئے سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ یہ یہاں سے گزر سکے۔ (جاری ہے)

(خطبہ جمعہ 20؍ستمبر 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

موسیٰ پلٹ کہ وادیٔ ایمن اُداس ہے

(کلام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

پیغام آ رہے ہیں کہ مسکن اُداس ہے
طائر کے بعد اُس کا نشیمن اُداس ہے

اک باغباں کی یاد میں سرو و سمن اُداس
اہلِ چمن فسردہ ہیں گلشن اُداس ہے

نرگس کی آنکھ نم ہے تو لالے کا داغ اُداس
غنچے کا دل حزیں ہے تو سوسن اُداس ہے

ہر موجِ خونِ گل کا گریباں ہے چاک چاک
ہر گل بدن کا پیرہن تن اُداس ہے

آزردہ گل بہت ہیں کہ کانٹے ہیں شاد کام
برقِ تپاں نہال، کہ خرمن اُداس ہے

سینے پہ غم کا طور لئے پھر رہا ہے کیا
موسیٰ پلٹ کہ وادیٔ ایمن اُداس ہے

بس نامہ بر، اَب اِتنا تو جی نہ دُکھا کہ آج
پہلے ہی دل کی ایک اِک دھڑکن اُداس ہے

بن باسیوں کی یاد میں کیا ہوں گے گھر اُداس
جتنا کہ بن کے باسیوں کا مَن اُداس ہے

مجنوں کا دشت اُداس ہے صحنِ چمن اُداس
صحرا کی گود، لیلیٰ کا آنگن اُداس ہے

چشمِ حزیں میں آ تو بسے ہو مرے حبیب
کیوں پھر بھی میری دید کا مسکن اُداس ہے

(کلام طاہر صفحہ 17)

مرزا خلیل احمد بیگ۔ استاد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

قرآنی انبیاء

حضرت ذو الکفل (حزقیل) علیہ السلام

قسط 21

حزقیل کے معنے ہیں: ’’جسے خدا کی طرف سے طاقت ملی ہو‘‘ بہت صبر کرنے والا نبی جس نے بنی اسرائیل میں نمایاں تبدیلی پیدا کر دی تھی۔ قرآن کریم نے اس نبی کو ’’مِنَ الۡاَخۡیَارِ‘‘ یعنی بہترین لوگوں میں سے قرار دیا۔ حزقیل کو چار بڑے انبیاء میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ بعض علمائے بائبل کا خیال ہے کہ حزقیل اسرائیلی نبیوں میں سے آخری نبی تھے۔ اس کے بعد جو لوگ پیدا ہوئے وہ درحقیقت بڑے بڑے علماء تھے۔

قرآن کریم میں ذکر

حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا ذکر نام لے کر قرآن کریم میں دو جگہ پر اور بغیر نام کے ایک جگہ پر آتا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے: وَاِسۡمٰعِیۡلَ وَاِدۡرِیۡسَ وَذَاالۡکِفۡلِ ؕ کُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۸۶﴾ۚۖ وَاَدۡخَلۡنٰہُمۡ فِیۡ رَحۡمَتِنَا ؕ اِنَّہُمۡ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۸۷﴾ (الانبیاء: 86-87) جس میں اسمٰعیلؑ، ادریسؑ اور ذوالکفلؑ کا اکٹھا ذکر آتا ہے۔ دوسری جگہ پر اللہ تعالی فرماتا ہے: وَاذۡکُرۡ اِسۡمٰعِیۡلَ وَالۡیَسَعَ وَذَا الۡکِفۡلِ ؕ وَکُلٌّ مِّنَ الۡاَخۡیَارِ (ص: 49) اسماعیلؑ یسعیاہؑ اور ذوالکفلؑ کا اکٹھا ذکر آتا ہے۔ گویا دو سورتوں یعنی انبیاء اور ص میں ان کا ذکر آتا ہے ایک جگہ پر اسماعیلؑ اور ادریسؑ کے ساتھ اور دوسری جگہ پر اسماعیل اور یسعیاہؑ کے ساتھ۔

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 555)

بغیر نام لئے ان کا ذکر قرآن کریم میں سورہ بقرہ میں ان الفاظ میں آتا ہے۔ اَوۡ کَالَّذِیۡ مَرَّ عَلٰی قَرۡیَۃٍ وَّہِیَ خَاوِیَۃٌ عَلٰی عُرُوۡشِہَا ۚ قَالَ اَنّٰی یُحۡیٖ ہٰذِہِ اللّٰہُ بَعۡدَ مَوۡتِہَا ۚ فَاَمَاتَہُ اللّٰہُ مِائَۃَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَہٗ ؕ قَالَ کَمۡ لَبِثۡتَ ؕ قَالَ لَبِثۡتُ یَوۡمًا اَوۡ بَعۡضَ یَوۡمٍ ؕ قَالَ بَلۡ لَّبِثۡتَ مِائَۃَ عَامٍ فَانۡظُرۡ اِلٰی طَعَامِکَ وَشَرَابِکَ لَمۡ یَتَسَنَّہۡ ۚ وَانۡظُرۡ اِلٰی حِمَارِکَ وَلِنَجۡعَلَکَ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ وَانۡظُرۡ اِلَی الۡعِظَامِ کَیۡفَ نُنۡشِزُہَا ثُمَّ نَکۡسُوۡہَا لَحۡمًا ؕ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَہٗ ۙ قَالَ اَعۡلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۲۶۰﴾ (البقرہ: 260) اس واقعہ کی مکمل تفصیل آگے آئے گی۔

ذوالکفل ہی حزقیل ہیں

حقیقت یہ ہے کہ ذوالکفل معرب ہے حزقیلؑ کا۔ یاء واؤ سے بدلتی رہتی ہے اور واؤ فاء سے بدل جاتی ہے۔ پس حزقیل سے حزکفل اور اس سے ذوالکفل ہوجانا کوئی بعید بات نہیں۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حزقیل کا عربی میں ترجمہ کر کے اسے ذوالکفل کہہ دیا گیا ہو۔ کیونکہ حزقیل کے معنے ہیں ’’جسے خدا کی طرف سے طاقت ملی ہو‘‘ اور کفل کے معنے بھی حصہ کے ہیں۔ پس ذوالکفل کے معنے ہیں جس کو بڑا حصہ ملا ہو۔ پس ہوسکتا ہے کہ عربوں نے حزقیل کا نام سنکر اور عبرانی میں اس کے معنے سنکر اس کا ترجمہ ذوالکفل کر لیا ہو۔

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 555)

ذوالکفل کے حزقیل ہونے پر دو دلائل

یسعیاہؑ کے ساتھ اس کے نام کا آنا مزید ثبوت ہے کہ یہ نبی حزقیل ہی ہیں۔ حزقیل اور یسعیاہ کا خاص جوڑ تھا جو پیشگوئیاں یسعیاہ نے کی تھیں وہ حزقیل کے زمانہ میں پوری ہوئی تھیں اور یہودی مصنف یسعیاہ اور حزقیل کا باہم مقابلہ بھی کرتے ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 555)

اسی طرح حزقیل نبی کی قبر کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ڈیر نمرود کے پاس کفل جگہ پر یہ قبر بتائی جاتی ہے۔ اس جگہ کا نام کفل ہونا صاف بتاتا ہے کہ عربوں کی زبان میں حزقیل کا نام ہی کفل تھا۔

(جیوش انسائکلو پیڈیا) (تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 558)

حضرت ذوالکفل علیہ السلام کی پیدائش و وفات

غالباً حضرت ذوالکفل علیہ السلام کی پیدائش 622 قبل مسیح کی تھی اور 592 قبل مسیح میں ان کا الہامی زمانہ شروع ہوتا ہے جب وہ قریباً تیس سال کے تھے اندازاً بائیس سال تک انہوں نے نبوت کی اور 570 قبل مسیح میں 52 سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔ حزقیل نے شادی بھی کی۔

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 556)

حزقیل کے متعلق یہودی لٹریچر میں لکھا ہے کہ وہ جوشوعا کی اولاد میں سے تھے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ یرمیاہ کے بیٹے تھے۔

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 557)

حزقیل نبی بائبل کے مورخوں کے نزدیک ساتویں صدی قبل مسیح کے آخر میں پیدا ہوئے اور قریباً 570 سال قبل مسیح کے آخر تک زندہ رہے۔۔۔ حزقیل جلاوطنی میں بابل کے پاس ہی فوت ہوئے اور ایک لمبے عرصہ تک ان کی قبر کی زیارت یہودی اور مسلمان کرتے رہے۔

(جیوش انسائیکلو پیڈیا)

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 558)

حضرت ذوالکفل کا مقام و مرتبہ

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں فرمایا: ’’اور اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل (کا بھی ذکر کر۔ وہ) سب صبر کرنے والوں میں سے تھے اور ہم نے ان کو اپنی رحمت میں داخل کیا۔ یقیناً وہ نیک لوگوں میں سے تھے‘‘

(انبیاء: 86-87)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالی ان تینوں نبیوں کا ذکر کر کے فرماتا ہے کہ: کُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِیۡنَ، اور اس سے اشارہ کرتا ہے کہ حضرت ایوبؑ کے بعد ہم نے ان تینوں نبیوں کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ یہ بھی صابر تھے اور ایوبؑ سے مصیبت برداشت کرنے میں مشابہت رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت اسماعیلؑ کو اپنے باپ اور ملک کی جدائی اختیار کرنی پڑی اور ادریسؑ اور ذوالکفلؑ بھی مختلف مصائب اور آفات میں سے گزرنا پڑا جیسا کہ ان کے حالات سے ظاہر ہے۔ (تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 560)

اسی طرح قرآن کریم میں ایک اور مقام پر فرمایا: ’’اور اسماعیل کو بھی یاد کر اور اَلۡیَسَعَ کو اور ذوالکفل کو اور وہ سب بہترین لوگوں میں سے تھے۔‘‘ (ص: 49)

بائبل کے لٹریچر میں حزقیل کو چار بڑے انبیاء میں سے شمار کیا جاتا ہے۔۔۔ بعض ائمہ بائبل کا خیال ہے کہ حزقیل اسرائیلی نبیوں میں سے آخری نبی تھے۔ اس کے بعد جو لوگ پیدا ہوئے وہ درحقیقت بڑے بڑے علماء تھے۔ یا یوں کہو کہ خالی مجددانہ رنگ رکھتے تھے۔ نبوت کا رنگ نہیں رکھتے تھے۔۔۔ حزقیل کو اس لحاظ سے خاص اہمیت حاصل ہے کہ ان کے زمانہ کے بعد یہود نے قریباً قریباً ظاہری بت پرستی چھوڑ دی جو اس سے پہلے زمانوں میں بار بار ان میں عود کر آتی تھی۔

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 556)

خاندان کا تعارف

بائبل کے لٹریچر میں حزقیل ایک مشہور مذہبی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور ان کی ابتدائی عمر یروشلم کی عبادت گاہ میں صرف ہوئی تھی جہاں انہوں نے دینی تعلیم بھی حاصل کی۔ حزقیل ان لوگوں میں سے تھے جن کو بابل کا بادشاہ قید کر کے یروشلم سے لے گیا تھا۔ انکی کتاب میں بار بار ان کی قید کے زمانہ کا ذکر آتا ہے گو وہ علماء کے لیڈر نہیں تھے مگر بوجہ ان کے بڑھتے ہوئے رسوخ کے بادشاہ نے ان کو اس قابل سمجھا کہ ان کو گرفتار کر کے یروشلم سے لے جائے۔

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 555)

حضرت ذوالکفلؑ کی انکساری

حزقیل اپنے آپ کو آدم زاد کہتے تھے (حزقیل باب 2 آیت 1)، (حزقیل باب 3 آیت 25)، (حزقیل باب 4 آیت 1)، (حزقیل باب 5 آیت 1)، (حزقیل باب 6 آیت 2)۔ غرض کثرت کے ساتھ ان کو آدم زاد یا دوسرے لفظوں میں ابن آدم کہا گیا ہے بلکہ قریباً جہاں بھی خدا ان کو مخاطب کرتا ہے آدم زاد کے لفظ سے مخاطب کرتا ہے یہ ایک مشابہت ہے جو حزقیلؑ اور ادریسؑ اور مسیح میں ہے۔

حزقیل کچھ عرصہ تک خاموش بھی رہے اور انہوں نے کہا کہ میں خدا کے حکم سے خاموش رہا ہوں (حزقیل باب 3 آیت 26) اس میں ان کی زکریاؑ سے مشابہت معلوم ہوتی ہے۔

حزقیل کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبوکدنضر کے بہت مداح اور اسرائیل اور مصر اور ٹائر کے خلاف اس نے جو اقدام کئے تھے ان کو وہ جائز سمجھتے تھے اور ان لوگوں کی شرارتوں کا اسے نتیجہ سمجھتے تھے۔

حزقیل کی کتاب غالباً بائبل کی پہلی اور آخری کتاب ہے جس کا کچھ حصہ خود نبی نے لکھا ہے۔ اسی کتاب کے کچھ حصے تو ان کے بیان کئے معلوم ہوتے ہی اور کچھ لکھے ہوئے ہیں۔

(انسائیکلو پیڈیا ببلیکا صفحہ 1456 تا 1458)

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 556)

مفسرین کا روایات کی بناء پر دعویٰ اور اس کا رد

اسلامی مفسرین نے ذوالکفل کے متعلق بہت سی روایتیں نقل کی ہیں اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ ایک غیر نبی شخص تھا جسے بعض کے نزدیک ایک نبی نے اور بعض کے نزدیک ایک بادشاہ نے اپنا قائم مقام مقرر کیا جو دن کو روزہ رکھتا تھا اور رات کو عبادت کرتا تھا۔ اور غصہ میں کبھی نہیں آتا تھا۔

ایک روایت عبداللہ بن عمرؓ سے رسول کریم ﷺ کی طرف منسوب کر کے حدیثوں میں یہ آتی ہے جسے علاوہ اور کتابوں کے مسند احمدؒ اور سنن ترمذی میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ ذوالکفل ایک شخص تھا جس نے ایک عورت کو بدکاری پر مجبور کیا اور اسے کچھ رقم دی۔ عورت فاقوں کی وجہ سے مجبور تو ہوگئی لیکن رونے لگ گئی اس پر اسے خدا کا خوف آ گیا۔ اور اس نے اس عورت کو چھوڑ دیا اور خود بھی توبہ کر لی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’اس حدیث میں کوئی

ایسے الفاظ نہیں ہیں جن سے معلوم ہو کہ یہ وہی ذوالکفل ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں آتا ہے بلکہ انہی حدیثوں میں اس کا نام ذوالکفل بھی آتا ہے پس اگر یہ حدیثیں درست ہیں تو بالکل ممکن ہے کہ یہ روایت کسی اور شخص کے متعلق ہو۔ کیونکہ ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ یہ واقعہ ایسا نہیں جس کے مرتکب کو انبیاء کے ساتھ گنا جائے۔ اور اسمٰعیلؑ اور ادریسؑ اور اسمٰعیل او ر یسعیاہ کے ساتھ اس کا نام لیا جائے‘‘

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 555)

بائبل میں موجود حضرت حزقیل کی کتاب میں موجود تعلیمات کا خلاصہ

حزقیل کی کتاب میں کل 48 ابواب ہیں۔شروع کے ابواب میں تعلیمات کا بیان ہے جن کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

1۔حزقیل نبی اور اسی طرح یرمیاہ نبی یہ دونوں اس بات کی تائید میں تھے کہ بابلی حکومت کی مخالفت نہ کی جائے بلکہ اس کی تائید کی جائے۔ اس وقت کے علماء نے یرمیاہ نبی اور حزقیل دونوں کو ہی ملک کا غدار قرار دیا۔ حزقیل نے ان لوگوں کو غدار قرار دیا ہے جو بابلی حکومت کا مقابلہ کرنے کی تلقین کرتے تھے۔

2۔حزقیل کا خیال تھا کہ وہ یہودی جو پکڑ کر بابل لائے گئے ان کے ذریعہ ایک نئی یہودی قوم جو اپنے مذہب پر قائم ہوگی کھڑی کی جائیگی۔ چنانچہ یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور اس کے بعد یہودیوں نے کبھی ظاہری شرک نہیں کیا۔ کچھ تو اس وجہ سے کہ جو سزا ان کو ملی تھی اس سے سبق حاصل ہوگیا۔ اور کچھ اس وجہ سے کہ ایک لمبے عرصہ تک بت پرست قوم میں رہنے کی وجہ سے ان پر بتوں کی حقیقت واضح ہوگئی۔ اس معاملہ میں حزقیلؑ کو مسیح ناصری اور مسیح محمدی سے مشابہت حاصل ہے۔

3۔حزقیل بتاتے ہیں کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے آپ کو بابل میں ظاہر کیا اور پھر ان کو نبوت کا کام سپرد کیا ان کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کے ابتدائی دنوں میں حضرت زکریاؑ کی طرح انہیں خاموش رہنے کا حکم ملا تھا۔

4۔حزقیل اپنی قوم کی دوبارہ نجات اور ترقی کی بھی خبر دیتے ہیں اور ایک لمبے عرصہ تک اس کے محفوظ رہنے کی پیشگوئی کرتے ہیں۔حزقیل نے دوبارہ یروشلم کے معبد بنانے کے متعلق بھی پیشگوئی کی ہے۔ اور اس کے متعلق ہدایتیں دی ہیں۔ چنانچہ وہ تمام قوانین بیان کئے ہیں جن کے مطابق معبد بنایا جائے گا۔ اور جس کے مطابق کاہن کام کریں گے۔

5۔ انسان کے متعلق حزقیل کی یہی تعلیم ہے کہ وہ مقتدر ہے اور بد سے نیک اور نیک سے بد ہونے کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ اس کا طریقہ یہی بتاتا ہے کہ انسان ارادہ کرے اور عزم کرلے۔ اور یہ کہ حزقیل توبہ کے ذریعہ سے دائمی زندگی کے قائل تھے۔ پھر وہ توبہ پر زیادہ زور دیتا ہے اور کہتا ہے:’’سو توبہ کرو اور اپنی ساری بدکاریوں سے باز آؤ تا کہ بدکاری تمہاری ہلاکت کا باعث نہ ہو۔سارے برے کام جنہیں کر کے تم گناہ گار ہوتے ہو آپ سے جدا کر کے پھینک دو اور اپنے لئے ایک نیا دل اور نئی روح پیدا کرو‘‘

(حزقیل باب 18 آیت 30-31) (تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 556-557)

6۔حزقیل کے متعلق لکھا ہے کہ اس نے یسعیاہ سے زیادہ تفصیل کے ساتھ خدا کے تخت گاہ کا حال بیان کیا لیکن یہودی علماء کہتے ہیں کہ اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ یسعیاہ سے بڑا تھا۔ اس کے صرف یہ معنے ہیں کہ اس نے خدا کے تخت کو صرف ایک دفعہ دیکھا اس لئے زیادہ تفصیل سے یاد رکھا۔ یسعیاہ بار بار دیکھتا تھا اس لئے اس کی نگاہ میں اس کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہی تھی۔

7۔حزقیل نبی کا دعویٰ تھا کہ خدا تعالیٰ کی رویت ان کو حاصل ہوئی۔ حزقیل زیادہ تر اپنی قوم کی تباہی کی خبریں دیتے ہیں۔ چنانچہ اپنی کتاب میں انہوں نے ایک رویا بیان کی ہے جس میں ایک کتاب انہیں دکھائی گئی اور انہیں کہا گیا کہ تم اس کو کھالو۔ اس کتاب پر لکھا تھا:’’نوحہ، ماتم اور واویلا‘‘ اس میں اشارہ کیا گیا تھا کہ ان کی ساری زندگی ان الفاظ کے ماتحت گذرے گی۔

حزقیل کے زمانہ میں معلوم ہوتا ہے یہودیوں میں تہذیب بہت بڑھ گئی تھی اور وہ ایک مضبوط قوم بن گئے تھے گو سیاسی طور پر وہ کمزور ہوگئے تھے ان کی جتھہ بندی کی وجہ سے کوئی شخص ان کو حق نہیں سنا سکتا تھا۔ جو حق بات کہتا تھا سارے اس کے پیچھے پڑ جاتے تھے۔

8۔حزقیل سے کہا گیا کہ جو کچھ میں تجھے کہوں وہ لوگوں کو پہنچا۔ ورنہ تو ذمہ دار ہوگا۔ یہ وہی تعلیم ہے جو قرآن کریم میں بیان کی گئی ہے کہ: یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ ؕ وَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَهٗ (المائدہ:68) یعنی اے ہمارے رسول! لوگوں کو وہ ساری تعلیم پہنچا جو میں نے تجھ پر نازل کی ہے اور اگر تو ساری تعلیم نہیں پہنچائے گا تو یہ سمجھا جائے گا کہ تو نے کوئی حصہ بھی نہیں پہنچایا۔

9۔حزقیل کو استرے سے اپنے سر اور داڑھی کے بال منڈوانے کا حکم دیا گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت یہودی داڑھی تو رکھتے تھے مگر اسے کوئی ضروری چیز نہیں سمجھا جاتا تھا۔

10۔توحید کی مخالفت کی وجہ سے یہود تباہ کئے جائیں گے مگر تھوڑے سے لوگ بچائے جائیں گے۔

11۔ وہ پھر بنی اسرائیل کی تباہی کی خبر دیتا ہے اور بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی سچی جماعت جب بگڑتی ہے تو غیر قوموں کو اس پر مسلط کیا جاتا ہے اور یہ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ غیر قومیں خود بھی بری ہیں۔ وہ خواہ کتنی ہی بگڑی ہوئی ہوں سچی کتاب سے تعلق رکھنے والی جماعت پر انکو مسلط کر دیا جاتا ہے تا کہ نبی کی جماعت توبہ کرے اور اپنی اصلاح کی طرف توجہ کرے۔

12۔ جو لوگ سچے دین سے تعلق رکھ کر بگڑتے ہیں ان کے حق میں شفاعت بھی قبول نہیں کی جاتی۔

13۔ وہ یہودیوں کو نصیحت کرتا ہے کہ وہ الٰہی کلام پر تمسخر اڑاتے ہیں اور پیشگوئیوں کو فضول قرار دیتے ہیں۔لیکن خدا تعالیٰ حزقیل کی پیشگوئیوں کو سچا کر کے یہودیوں کو جھوٹا کریگا۔

14۔ انکی تعلیم میں سے ایک بات تو قرآن کریم کی ایک آیت کے نہایت ہی مشابہ ہے۔حزقیل نے فرمایا:’’جن کی آنکھیں ہیں کہ دیکھیں پر وہ نہیں دیکھتے اور ان کے کان ہیں کہ سنیں پر وہ نہیں سنتے کیونکہ وہ باغی خاندان ہیں‘‘۔ (حزقیل باب 12 آیت 2) قرآن کریم میں آتا ہے: وَلَهُمۡ اَعۡیُنٌ لَّا یُبۡصِرُوۡنَ بِهَا ۫ وَلَهُمۡ اٰذَانٌ لَّا یَسۡمَعُوۡنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ (الاعراف:180)۔یعنی ان کی آنکھیں ہیں مگر وہ دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں مگر وہ سنیں گے نہیں۔ وہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں کیونکہ جانور تو پھر بھی کچھ سن لیتا ہے اور کچھ دیکھتا ہے۔ مگر یہ روحانی اندھے اور روحانی بہرے نہ کچھ دیکھتے ہیں اور نہ کچھ سنتے ہیں۔

15۔ وہ ان لوگوں کو ملامت کرتا ہے جو کہ جھوٹے طور پر خدا رسیدہ بنتے ہیں۔

16۔ وہ مصر کی نبوکدنضر کے مقابلہ میں ایک زبردست شکست کی خبر دیتا ہے مگر چالیس سال کے بعد وہ پھر اس کے بحال ہونے کی بھی خبر دیتا ہے۔

اپنی کتاب کے باب 38 و 39 میں وہ یاجوج ماجوج کی خبر دیتا ہے اور بتاتا ہے کہ کس طرح وہ دنیا پر چھا جائیں گے لیکن آخر اللہ تعالیٰ ان کی تباہی کے سامان کریگا۔ اور باب 40 سے آگے وہ یروشلم کے دوبارہ بنائے جانے کی تفصیلات بیان کرتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 556 تا 560 خلاصة)

حضرت ذوالکفلؑ کی رؤیا اور اس کی تعبیر

قرآن کریم میں آتا ہے کہ: اَوۡ كَالَّذِیۡ مَرَّ عَلٰی قَرۡیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوۡشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰی یُحۡیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمۡ لَبِثۡتَ ؕ قَالَ لَبِثۡتُ یَوۡمًا اَوۡ بَعۡضَ یَوۡمٍ ؕ قَالَ بَلۡ لَّبِثۡتَ مِائَةَ عَامٍ فَانۡظُرۡ اِلٰی طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمۡ یَتَسَنَّهۡ ۚ وَانۡظُرۡ اِلٰی حِمَارِكَ وَلِنَجۡعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَانۡظُرۡ اِلَی الۡعِظَامِ كَیۡفَ نُنۡشِزُهَا ثُمَّ نَكۡسُوۡهَا لَحۡمًا ؕ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعۡلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۲۶۰﴾

(البقرہ:260)

ترجمہ: یا پھر اس شخص کی مثال (پر تُو نے غور کیا؟) جس کا ایک بستی سے گزر ہوا جبکہ وہ اپنی چھتوں کے بل گری ہوئی تھی۔ اس نے کہا اللہ اس کی موت کے بعد اسے کیسے زندہ کرے گا۔تو اللہ نے اس پر ایک سو سالہ موت (کی سی حالت) وارد کر دی۔ پھر اسے اٹھایا (اور) پوچھا تو کتنی مدت (اس حالت میں) رہا ہے؟ اس نے کہا میں ایک دن یا دن کا کچھ حصہ رہا ہوں۔ اُس نے کہا بلکہ تُو سو سال رہا ہے۔ پس تو اپنے کھانے اور اپنے مشروب کو دیکھ وہ گلے سڑے نہیں۔ اور اپنے گدھے کی طرف بھی دیکھ۔ یہ (رؤیت) اس لئے ہے کہ ہم تجھے لوگوں کے لئے ایک نشان بنا دیں۔ اور ہڈیوں کی طرف دیکھ کس طرح ہم ان کو اٹھاتے ہیں اور انہیں گوشت پہنا دیتے ہیں۔ پس جب بات اس پر کھل گئی تو اس نے کہا میں جان گیا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس آیت کے بارے میں مفسّرین کہتے ہیں کہ یہ عزیر نبی کا واقعہ ہے۔ وہ ایک دفعہ ایک تباہ شدہ بستی کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اس کی تباہی اور خستہ حالی کو دیکھ کر کہا کہ خدا تعالیٰ اس بستی میں رہنے والوں کو ان کی موت کے بعد کس طرح زندہ کرے گا۔ اس پر خدا تعالیٰ نے انہیں مار ڈالا اور وہ سو سال تک اسی حالت میں مردہ پڑے رہے۔ اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے اس بستی کے لوگوں کو آباد کر دیا اور انہیں زندہ کر کے دکھا دیا کہ خدا تعالیٰ کیسا قادر ہے اور وہ مردوں کو کس طرح زندہ کیا کرتا ہے۔ جب وہ سو سال کے بعد زندہ ہو کر اُٹھ بیٹھے تو خدا تعالیٰ نے انہیں کہا کہ اپنے کھانے کو دیکھ کہ وہ بھی ابھی تک سڑا نہیں اور پھر اس نے ان کے گدھے کو بھی زندہ کر دیا اور اس کی گلی سڑی ہڈیوں پر گوشت پوست چڑھا دیا۔

مفسرین کے بیان پر ہونے والے اعتراضات

میرے نزدیک اگر یہ واقعہ اسی طرح ہوا ہو جس طرح مفسرین بیان کرتے ہیں تو خود اس آیت کے مختلف ٹکڑے اس بیان کو باطل قرار دیتے ہیں:

پہلی بات جو ان معنوں کو رد کرتی ہے وہ اَنّٰی یُحۡیٖ ہٰذِہِ اللّٰہُ بَعۡدَ مَوۡتِہَا کے الفاظ ہیں۔ یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ اس نبی کا سوال صرف بستی کے متعلق تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے کس طرح زندہ کریگا۔ یہ سوال نہیں تھا کہ مردے کس طرح زندہ ہونگے۔ اگر مردوں کے زندہ ہونے کا سوال ہوتا تو کیا ان کے سامنے روزانہ کئی لوگ مرتے نہیں تھے اور جب وہ روزانہ یہ نظارہ دیکھتے تھے کہ لوگ مر کر زندہ نہیں ہوتے تو اس دن ایک تباہ شدہ بستی کو دیکھ کر ان کے دل میں مردوں کے زندہ ہونے کے متعلق کیسے سوال پیدا ہوگیا۔ اور اگر ان کا سوال صرف بستی کے مردہ ہونے سے اس کا اجڑنا اور زندہ ہونے سے اس کا آباد ہونا ہی مراد ہوا کرتا ہے۔ مردوں کے زندہ ہونے سے اس سوال کا کوئی تعلق نہیں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ اَنّٰی سے مراد ''کب تک'' ہے یا ''کیسے'' ہے۔ اگر کسی سوال کرنے والے کے جواب میں ''سو سال'' کا لفظ بولا جائے تو اس کے یہی معنے ہونگے کہ سائل کا سوال ''کب تک'' کا ہے ''کیسے'' کا نہیں۔ ورنہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ سائل تو یہ سوال کرے کہ یہ بستی کس طرح زندہ ہوگی اور جواب یہ دیا جائے کہ سو سال کے بعد زندہ ہو جائے گی۔ سو سال کے الفاظ صاف طور پر بتا رہے ہیں کہ سوال کب کے متعلق ہے نہ کہ کیفیت کے متعلق۔

3۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَاَمَاتَہُ اللّٰہُ مِائَۃَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَہٗ اللہ تعالیٰ نے اسے سو سال تک مارے رکھا پھر زندہ کر دیا۔ اب سوال یہ ہے کہ ان کے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا گیا۔ اگر تو حضرت عزیرؑ کی یہ غرض تھی کہ وہ دیکھیں کہ مردے کس طرح زندہ ہوتے ہیں تو ان کو مار کر پھر زندہ کر دینے سے یہ غرض پوری نہیں ہوسکتی تھی۔ کہ مردہ کس طرح زندہ ہوا کرتا ہے۔

4۔ اور اگر ان کی دوبارہ حیات سے اللہ تعالیٰ کا منشاء پورا ہوگیا تھا تو پھر وَانۡظُرۡ اِلَی الۡعِظَامِ کَیۡفَ نُنۡشِزُہَا پر یہ اعتراض پڑتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے صرف گدھے کو ہی مار کر اور پھر اسے زندہ کر کے انہیں اپنی قدرت کا نظارہ کیوں نہ دکھا دیا۔ خود انہیں سو سال تک کیوں مارے رکھا۔ آخر اپنی موت سے تو اس بات کا پتہ نہیں لگتا کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو بھی زندہ کرسکتا ہے۔ یہ تو دوسرے کو دیکھ کر ہی پتہ لگتا ہے۔

5۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے انکے گدھے کو بھی مارنا تھا تو پھر ان کو مارنے کی کیا ضرورت تھی؟ اسی طرح سوال یہ ہے کہ انہوں نے کونسی بات پوچھی تھی جس کا جواب یہ دیا گیا کہ ''فَانۡظُرۡ اِلٰی طَعَامِکَ وَشَرَابِکَ لَمۡ یَتَسَنَّہۡ''۔ ان کا سوال تو یہ تھا کہ بستی کس طرح زندہ ہوگی۔ مگر جواب یہ دیا گیا کہ تو اپنے کھانے اور پینے کے سامان کی طرف دیکھ کہ وہ سڑا نہیں۔

6۔ اول تو ''ہٰذِہٖ'' کا لفظ بتلاتا ہے کہ اس جگہ لوگوں کے مرنے اور دوبارہ زندہ ہونے کا کوئی سوال نہیں بلکہ صرف شہر کی آبادی اور اس کی دوبارہ حیات کا سوال تھا۔ دوسرے ''مِائَۃَ عَامٍ'' میں بتلا دیا کہ ''اَنّٰی'' کے ساتھ ''کب'' کا سوال کیا گیا تھا نہ کہ ''کیسے'' کا۔ یعنی سوال کیفیت کے متعلق نہ تھا بلکہ زمانہ کے متعلق تھا۔

غرض مفسرین کے بیان کردہ واقعہ پر کئی اعتراضات پڑتے ہیں۔ پہلا اعتراض تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عزیر کو کیوں مارا۔ اگر وہ نبی تھا تو یہ اس کے سوال کا اچھا جواب دیا کہ اسے سو سال تک مارے رکھا۔ اس عرصہ میں اس کے بیوی بچے بھی مر گئے اور اسے ایک صدی کے بعد غیر لوگوں میں زندہ کر کے بٹھلا دیا۔ اس شخص کو مار کر زندہ کرنے کی غرض زیادہ سے زیادہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح مردوں کو زندہ کیا کرتا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ پھر گدھے کو گوشت پوست چڑھانے کی کیا ضرورت تھی۔ پھر یہ سنت اللہ کے بھی خلاف ہے کہ کسی مردہ کو زندہ کیا جائے اور پھر اگر خدا تعالیٰ نے انہیں سو سال تک مارے رکھا تو اس کے ثبوت میں یہ نہیں کہنا چاہئے تھا کہ کھانا پینا تو الگ رہا دنیا ہی بدل چکی ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ تو سو سال تک واقعہ میں مرا رہا تھا۔ مگر اس کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔

غرض ان تمام امور پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مفسرین نے اس واقعہ کو جس رنگ میں پیش کیا ہے وہ درست نہیں۔

اس واقعہ کے بارے میں یہودی علماء کی رائے

عوام یہودیوں نے اس خواب کے یہ معنے لئے ہیں کہ حزقیل گویا مردے زندہ کرتے تھے۔ لیکن چوٹی کے علماء نے یہ تشریح کی ہے کہ درحقیقت یہ ایک خواب تھا۔ یہی غلط فہمی قرآن کریم کی اس آیت کے متعلق بھی ہوئی۔ عام طور پر لوگوں نے یہ خیال کرلیا کہ سورہ بقرہ کی مذکورہ بالا آیت میں مردہ کے زندہ کرنے کا ذکر ہے۔ حالانکہ مردہ زندہ کرنے کا ذکر نہیں۔ ایک مردہ قوم کے زندہ ہونے کا ذکر ہے۔۔۔ علماء یہود کے نزدیک حزقیل مردے زندہ کیا کرتے تھے اس کے متعلق بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ رؤیا تھی جس کو یہ شکل دے دی گئی ہے۔ اس بارہ میں بھی انہیں مسیح سے مشابہت تھی۔

(میونیڈ یا کتاب موفابیوکین باب 2 آیت 46، جیوش انسائیکلوپیڈیا صفحہ 315 کالم 2)
(تفسیر کبیر جلد 05 صفحہ 557)

واقعہ کی حقیقت

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اب میں اس واقعہ کی وہ حقیقت بیان کرتا ہوں جو میرے نزدیک درست ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو اس شخص کی طرف دیکھ جو ایک بستی یا گاؤں پر سے ایسی حالت میں کہ وہ اپنی چھتوں پر گرا پڑا تھا گذرا اور اس نے سوال کیا کہ الٰہی! یہ بستی اپنی ویرانی کے بعد کب آباد ہوگی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اسے سو سال تک مارے رکھا (یعنی خواب میں) اور پھر اسے اٹھایا۔ اور اس سے پوچھا کہ تو کتنی دیر تک رہا ہے۔ اس نے کہا ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ بات تو درست ہے لیکن اس کے علاوہ ہم تجھے ایک اور بات بھی بتاتے ہیں کہ تو سو سال تک بھی رہا ہے۔ تیری بات کے سچا ہونے کا تو ثبوت یہ ہے کہ تو اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ وہ سڑا نہیں۔ لیکن میری بات کے سچا ہونے کا ثبوت یہ کہ ہم نے تجھے کشفی حالت میں سو سال کا نظارہ دکھایا ہے اور جب یہ رؤیا پورا ہوگا اس وقت لوگوں کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ تیرا خدا کے ساتھ سچا تعلق تھا۔ جب اس پر یہ حقیقت روشن ہوگئی تو اس نے کہا میں ایمان لاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کے آگے یہ کچھ بھی مشکل نہیں کہ وہ ایسی اجڑی ہوئی بستی کو اپنے فضل سے پھر دوبارہ آباد کر دے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اس بستی سے یروشلم مراد لیا کرتے تھے۔ جسے بخت نصر نے تباہ کر دیا تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ وہ آدمی جو یروشلم کے پاس سے گزرا حزقیل نبی تھا۔ جس پر خدا تعالیٰ نے اس بات کا انکشاف کیا کہ ایک سو سال تک یہ شہر دوبارہ آباد ہو جائے گا۔

یہاں اس بستی کے متعلق خَاوِیَۃٌ عَلٰی عُرُوۡشِہَا کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ گاؤں اپنی چھتوں پر گرا ہوا تھا۔ یعنی پہلے چھتیں گریں اور پھر ان پر دیواریں گر گئیں۔ کیونکہ جو مکان عدم استعمال کی وجہ سے گریں بالعموم پہلے ان کی چھتیں گرتی ہیں۔ کیونکہ چھتوں میں لکڑی ہوتی ہے اور لکڑی کو دیمک لگ جاتی ہے جب چھتیں گر جاتی ہیں تو پھر بارش کی وجہ سے ننگی دیواریں بھی گرنے لگتی ہیں اور اس صورت میں وہ دیواریں چھتوں پر آ گرتی ہیں۔ اسی حالت کو واضح کرنے کے لئے خَاوِیَۃٌ عَلٰی عُرُوۡشِہَا کے الفاظ استعمال فرمائے گئے ہیں۔

ورنہ جو مکان زلزلہ وغیرہ کی قسم کے حادثات سے گرتے ہیں۔ انکی دیواریں پہلے گرتی ہیں اور چھت ان پر آ گرتی ہے۔ ان الفاظ میں ایک لطیف اشارہ اس بات کی طرف کیا گیا ہے کہ اس گاؤں کی ویرانی کا سبب زلزلہ وغیرہ نہ تھا۔ بلکہ اس کے باشندوں کا شہر چھوڑ کر چلا جانا اسکا موجب تھا۔

بہر حال حزقیل نبی کے دل میں یروشلم کی بربادی دیکھ کر یہ سوال پیدا ہوا کہ خدا تعالیٰ اس بستی کو کب زندہ کرے گا۔ بستی کو زندہ کرنے کے یہ معنی نہیں کہ مردہ لوگ کس طرح زندہ ہونگے۔ بلکہ اس کا مطلب وہی ہے جو دوسری جگہ بستیوں کو زندہ کرنے کے متعلق قرآن کریم نے بیان کیا ہے۔ فرماتا ہے: وَہُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ الرِّیٰحَ بُشۡرًۢا بَیۡنَ یَدَیۡ رَحۡمَتِہٖ ۚ وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَہُوۡرًا ﴿۴۹﴾ لِّنُحۡیِۦَ بِہٖ بَلۡدَۃً مَّیۡتًا وَّنُسۡقِیَہٗ مِمَّا خَلَقۡنَاۤ اَنۡعَامًا وَّاَنَاسِیَّ کَثِیۡرًا ﴿۵۰﴾ (فرقان: 49-50) یعنی ہم نے بادل سے پاک و صاف پانی اتارا ہے۔ تا کہ اس کے ذریعہ ہم مردہ ملک کو زندہ کریں اور اسی طرح اس پانی سے اپنے پیدا کیے ہوئے چارپائیوں اور بہت سے انسانوں کو سیراب کریں۔ اسی طرح ایک اور جگہ فرماتا ہے: وَاَحۡیَیۡنَا بِہٖ بَلۡدَۃً مَّیۡتًا (ق:12) ہم بارش کے ذریعہ مردہ شہر کو زندہ کیا کرتے ہیں۔ پس مردہ شہر کو زندہ کرنے کے معنی ویران شہر کو آباد اور خوشحال کرنے کے ہوتے ہیں۔

حضرت حزقیلؑ نے بھی یہی سوال کیا کہ الٰہی یہ شہر کب آباد ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے انہیں رؤیا میں بتایا کہ سو سال کے عرصہ میں آباد ہو جائے گا۔ یہ رؤیا جس کا قرآن کریم نے ذکر کیا ہے حزقیل نبی کی کتاب میں بھی پائی جاتی ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ حزقیل نبی کی کتاب میں سو سال کی میعاد کا ذکر نہیں۔ یہ قرآن کریم کی صداقت اور اس کے کامل ہونے کا ایک زبردست ثبوت ہے کہ جو ضروری امور پچھلی کتب میں بیان نہیں ہوئے قرآن کریم نے انکو بھی بیان کر دیا ہے اور اس طرح ان کی کمی کو پورا کر دیا ہے۔

بہر حال حزقیل باب 37 میں لکھا ہے: خداوند کا ہاتھ مجھ پر تھا اور اس نے مجھے خداوند کی روح میں اٹھا لیا۔ اور اس وادی میں جو ہڈیوں سے بھرپور تھی مجھے اتار دیا اور مجھے ان کے آس پاس چوگرد پھرایا اور دیکھ وے وادی کے میدان میں بہت تھیں اور دیکھ وے نہایت سوکھی تھیں۔ اور اس نے مجھے کہا کہ اے آدم زاد کیا یہ ہڈیاں جی سکتی ہیں۔ میں نے جواب میں کہا کہ اے خداوند یہوداہ۔ تو ہی جانتا ہے۔ پھر اس نے مجھ سے کہا کہ تو ان ہڈیوں کے اوپر نبوت کر اور ان سے کہہ، کہ اے سوکھی ہڈیو! تم خداوند کا کلام سنو۔ خداوند یہوداہ ان ہڈیوں کو یوں فرماتا ہے کہ دیکھ میں تمہارے اندر میں روح داخل کروں گا اور تم جیو گے۔ اور تم پر نسیں بٹھلاؤں گا اور گوشت چڑھاؤں گا اور تمہیں چڑے سے مڑھوں گا اور تم میں روح ڈالوں گا اور تم جیو گے اور جانو گے کہ میں خداوند ہوں۔ سو میں نے حکم کے بموجب نبوت کی اور جب میں نبوت کرتا تھا تو ایک شور

ہوا اور دیکھ ایک جنبش اور ہڈیاں آپس میں مل گئیں۔ ہر ایک ہڈی اپنی ہڈی سے اور جو میں نے نگاہ کی تو دیکھ نسیں اور گوشت ان پر چڑھ آئے اور چمڑے کی ان پر پوشش ہوگئی۔ پر ان میں روح نہ تھی۔ تب اس نے مجھے کہا کہ نبوت کر۔ تو ہوا سے نبوت کر۔ اے آدم زاد! اور ہوا سے کہہ کہ خداوند یہوداہ یوں کہتا ہے کہ اے سانس! تو چاروں ہواؤں میں سے آ اور ان مقتولوں پر پھونک کہ وے جئیں۔ سو میں نے حکم کے بموجب نبوت کی اور ان میں روح آئی اور وے جی اٹھے اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہوئے۔ ایک نہایت بڑا لشکر۔ تب اس نے مجھ سے کہا کہ اے آدم زاد! یہ ہڈیاں سارے اسرائیل ہیں۔ دیکھ یہ کہتے ہیں کہ ہماری ہڈیاں سوکھ گئیں اور ہماری امید جاتی رہی۔ ہم تو بالکل فنا ہو گئے۔ اس لئے تو نبوت کر اور ان سے کہہ کہ خداوند یہوداہ یوں کہتا ہے کہ دیکھ اے ’میرے لوگو! میں تمہاری قبروں کو کھولوں گا۔ اور تمہیں تمہاری قبروں سے باہر نکالوں گا اور اسرائیل کی سرزمین میں لاؤں گا اور میرے لوگ جب میں تمہاری قبروں کو کھولوں گا۔ اور تم کو تمہاری قبروں سے باہر نکالوں گا تب جانو گے کہ خداوند میں ہوں اور میں اپنی روح تم میں ڈالوں گا اور تم جیئو گے اور میں تم کو تمہاری سرزمین میں بساؤں گا۔ تب تم جانو گے کہ مجھے خداوند نے کہا اور پورا کیا۔ (حزقیل باب 37)

یہ پیشگوئی ہے جو حزقیل نبی نے کی۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ تو اس وقت بابل میں قید تھے۔ وہ اس بستی کے پاس سے کب گزرے۔ سو اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ ہوسکتا ہے یہ گزرنا بھی خواب میں ہی ہو۔ جیسا کہ بائبل کے الفاظ سے ظاہر ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ نبوکدنضر جو بابل کا بادشاہ تھا اس نے 586 قبل مسیح یروشلم پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا تھا۔ اور اس کا ایک حصہ گرا دیا تھا۔ وہ وہاں کے بادشاہ اور اس کے خاندان کے تمام افراد کو پکڑ کر اپنے ملک میں لے گیا۔ اسی طرح شہر کے تمام شرفاء اور بڑے بڑے کاریگروں کو بھی قید کر کے لے گیا۔ اور سوائے چند رذیل لوگوں کے وہاں کوئی باقی نہ رہا۔ حضرت حزقیلؑ بھی ان قیدیوں میں ہی تھے جنہیں نبوکدنضر نے گرفتا کیا۔

ان کے متعلق بحث ہوئی ہے کہ انہیں اس نے کیوں پکڑا اور مؤرخین نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ چونکہ وہ لوگوں کو ترغیب دیتے تھے کہ نبوکدنضر کا مقابلہ کرو اور اپنے ملک کو نہ چھوڑو اس لئے وہ ان کو بھی قید کر کے لے گیا۔ پرانی تاریخوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ جن شہروں کو گراتے اور ویران کرتے تھے وہاں کے قیدیوں کو وہ ان کے اوپر سے گزارتے تھے تا کہ انہیں اپنی ذلت اور بیچارگی کا احساس ہو۔

میرے نزدیک جب وہ پکڑے گئے اور یروشلم کے اوپر سے گزارے گئے اس وقت انہوں نے اس کے متعلق خدا تعالیٰ کے حضور عرض کیا کہ خدایا یہ کیا ہوگیا ہے۔ شہر گرا دیا گیا ہے۔ سب بڑے بڑے لوگ قید کر کے لے جائے جا رہے ہیں۔ ایسی خطرناک تباہی کے بعد اب یہ شہر دوبارہ کب آباد ہو گا؟

وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا کے الفاظ بھی اسی امر پر دلالت کرتے ہیں کہ یروشلم کے تباہ ہوتے ہی ان کے دل میں خیال پیدا ہوا جب کہ گری ہوئی چھتیں انہیں نظر آ رہی تھیں۔ ورنہ بعد میں تو لوگ سامان اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ اس وقت ان کے دل میں یہ خیال گزرا کہ الٰہی یہ شہر دوبارہ کب آباد ہو گا۔ ہم تو سب قید ہو کر جا رہے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اسکو سو سال کی موت کا نظارہ دکھایا۔ یعنی کشفی رنگ میں انہیں ایسا محسوس ہوا کہ وہ فوت ہو گئے ہیں اور سو سال کے بعد پھر زندہ ہوئے ہیں۔ اور خوابوں میں ایسا ہونا کوئی تعجب انگیز امر نہیں۔ انسان خواب میں مرتا بھی ہے اور مختلف قسم کے نظارے بھی دیکھتا ہے۔ حضرت حزقیل چونکہ اپنی قوم کے نبی تھے۔ اس لئے ان پر کشفی رنگ میں موت کی کیفیت وارد کرنے سے مراد درحقیقت بنی اسرائیل کی موت تھی اور اللہ تعالیٰ اس ذریعہ سے انہیں یہ بتانا چاہتا تھا کہ بنی اسرائیل سو سال تک غلامی اور ادبار کی حالت میں رہیں گے اس کے بعد انکو ایک نئی زندگی عطا کی جائیگی اور وہ اپنے شہر میں واپس آ جائینگے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس جگہ رؤیا کا کوئی لفظ نہیں۔ مگر قرآن کریم کا یہ طریق ہے کہ وہ بعض دفعہ رؤیا کا تو ذکر کرتا ہے مگر رؤیا کا لفظ استعمال نہیں کرتا۔ چنانچہ حضرت یوسفؑ نے اپنے والد حضرت یعقوبؑ کو جب بتایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ چاند اور سورج وغیرہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں تو انہوں نے رؤیا کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ پس یہ ضروری نہیں ہوتا کہ خواب کے ذکر میں خواب کا لفظ بھی استعمال کیا جائے۔

جب وہ یہ نظارہ دیکھ چکے تو ان کو اٹھایا گیا۔ یعنی ان کی کشفی حالت جاتی رہی اور خدا تعالیٰ نے ان سے پوچھا کہ: كَمْ لَبِثْتَ بتا تو کتنے عرصہ تک اس حالت میں رہا انہوں نے عرض کیا: لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ۔ میں تو صرف ایک دن یا دن کا کچھ حصہ رہا ہوں۔ محاورہ میں اس کے یہ معنے ہیں کہ اچھی طرح معلوم نہیں۔ چنانچہ یہ محاورہ قرآن کریم میں بعض دوسرے مقامات پر بھی استعمال کیا گیا ہے۔ فرماتا ہے: قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۴﴾ (مومنون: 113-114) یعنی اللہ تعالیٰ کفار سے فرمائے گا کہ تم زمین میں کتنے سال رہے ہو۔ وہ کہیں گے ہم ایک دن یا دن کا کچھ حصہ رہے ہیں۔ تو گننے والوں سے پوچھ لے یعنی ہم بہت تھوڑا عرصہ رہے ہیں یا ہمیں معلوم نہیں کہ کتنا عرصہ کہ کتنا عرصہ رہے۔ حضرت حزقیلؑ کا یہ جواب ادب کے طور پر تھا۔ کہ معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کا اس سوال سے کیا منشاء ہے۔ یعنی بات تو ظاہر ہے کچھ دیر ہی سویا ہوں۔

’’قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ‘‘ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس بات کے علاوہ جو تیرے دل میں ہے ہم ایک اور بات بھی بتاتے ہیں اور وہ یہ کہ تو سو سال تک رہا ہے۔ یہاں بَلْ میں پہلے قول کی نفی نہیں کی گئی۔ بلکہ ایک اور بات بیان کی گئی ہے۔۔۔ اس آیت میں بَلْ کے لفظ سے حضرت حزقیلؑ کے اس خیال کی کہ وہ دن یا دن کا کچھ حصہ اس حالت میں رہے تردید مدنظر نہیں بلکہ اس کے علاوہ ایک اور مضمون کی طرف ان کے ذہن کا انتقال کیا ہے اور بتایا ہے کہ ایک نقطہ نگاہ سے دیکھو تو تم نے سو سال اس حالت میں گزارے ہیں۔ مگر چونکہ نبی کا قول بھی اپنی جگہ درست تھا اس لئے اس خیال سے کہ نبی خدا تعالیٰ کے قول کو مقدم رکھ کر اپنے خیال کو غلط نہ قرار دیدے اللہ تعالیٰ نے ساتھ ہی فرما دیا کہ ہم تمہارے خیال کو رد نہیں کرتے۔ وہ بھی درست ہے۔ چنانچہ دیکھو تمہارا کھانا اچھی حالت میں ہے سڑا نہیں اور تمہارا گدھا بھی تندرست اپنی جگہ پر کھڑا ہے جس سے ثابت ہوا کہ تمہارا خیال بھی کہ تم صرف چند گھنٹے اس حالت میں رہے ہو اپنی جگہ درست ہے۔ ورنہ جو سو سال تک واقعہ میں مرا رہا ہو اسے یہ نہیں کہا جاتا کہ اپنا کھانا دیکھ وہ سڑا نہیں۔

اور پھر فرمایا کہ یہ رؤیا ہم نے اس لیے دکھائی تا کہ ہم تجھے لوگوں کیلئے ایک نشان بنائیں اب تو ان مردہ ہڈیوں کی طرف دیکھ کہ ہم ان کو کس طرح کھڑا کرتے ہیں اور ان پر گوشت پوست چڑھاتے ہیں۔

اس کشف اور الہام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خوشخبری دی کہ ایک سو سال تک یہ شہر آباد ہو جائیگا۔ چنانچہ ٹھیک سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس شہر کی ترقی اور آبادی کی صورت پیدا کر دی۔ یروشلم کی تباہی دو دفعہ ہوئی ہے ایک دفعہ 597 قبل مسیح میں اور دوسری دفعہ یروشلم کی بغاوت پر 586 قبل مسیح میں یروشلم کی دوبارہ بنیاد رکھی گئی اور تیس سال تک تعمیر جاری رہی جس کے نتیجہ میں 489 قبل مسیح میں یروشلم صحیح طور پر آباد ہوا۔ پس درمیانی فاصلہ قریباً سو سال (98سال) کا ہی ثابت ہوتا ہے۔

وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا کے الفاظ یہود کے اس قول کے مطابق استعمال کئے گئے ہیں جس کا حزقیل نبی کی کتاب میں بھی ذکر آتا ہے کہ ’’ہماری ہڈیاں سوکھ گئیں اور ہماری امید جاتی رہی۔ ہم تو بالکل فنا ہو گئے‘‘۔ (حزقیل باب 37 آیت 11) اللہ تعالیٰ نے انکو بتایا کہ تم ایک بار پھر زندہ ہو گے اور پھر اپنی کھوئی ہوئی طاقت اور عظمت حاصل کرو گے۔

غرض اس واقعہ کے متعلق بائبل سے رؤیا بھی مل گیا۔ بنی اسرائیل کی ہڈیوں پر گوشت کا چڑھایا جانا بھی ثابت ہوگیا۔ اسی طرح حزقیل نبی کو پکڑ کر لے جانا بھی ثابت ہوگیا۔ حزقیل نبی کو پہلے تو صدمہ ہوا کہ یہ کیا ہوگیا ہے مگر جب اللہ تعالیٰ نے انکو بتایا کہ یہ ہمیشہ کی تباہی نہیں تو انہوں نے کہا: اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ خدایا اب میری تسلّی ہوگئی ہے۔ اور گو بظاہر ان حالات کا بدلنا ناممکن نظر آتا ہے مگر یہ بات یقیناً ہو کر رہے گی۔ اور خدا تعالیٰ دوبارہ اس شہر اور قوم کو ترقی عطا فرمائے گا۔

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 594-600 مختصراً)

دعا کا تحفہ

فرمانبردار اور عبادت گزار اولاد کی دعا

یہ دعا بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر بیت اللہ کے وقت کی جب آپ حضرت اسمٰعیل کے ساتھ بیت اللہ کی تعمیر نو کر رہے تھے:

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۹﴾

(البقرہ: 129)

اے ہمارے رب! اور (ہم یہ بھی التجا کرتے ہیں کہ) ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار (بندہ) بنالے اور ہماری اولاد میں سے بھی اپنی ایک فرماں بردار جماعت (بنا) اور ہمیں ہمارے (مناسب حال) عبادت کے طریق بتا اور ہماری طرف (اپنے) فضل کے ساتھ توجہ فرما۔ یقیناً تو (اپنے بندوں کی طرف) بہت توجہ کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 31)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

مریم رحمٰن

حیاتِ نورالدین

آپؓ کی شانِ سادگی

قسط 10

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نورِ دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے

حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ کی ساری زندگی سادگی کا اعلیٰ نمونہ تھی۔ آپ مجسم سادگی تھے اور مَآ اَنَا مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ کی ایک حسین مثال تھے۔ آپ کی ساری زندگی باوجود اس کے کہ آپ کئی سال ریاست جموں میں شاہی طبیب بھی رہے سادگی سے گزری۔

آپ کی سادگی کا نمونہ تاریخ احمدیت جلد سوم میں یوں کھینچا گیا ہے کہ

باوجود اپنی شان اور وجاہت کے آپ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے، آپ کی طبیعت میں تکلف اور بناوٹ بالکل نہ تھی۔ اکثر پاجامہ اور کھلا کرتہ پہنتے اور سر پر عام طور پر لنگی کا استعمال کرتے، صدری کا استعمال بھی کرتے تھے۔ شیخ مولا بخش صاحب سیالکوٹی آپ کے لئے اکثر گرگابی کا تحفہ لایا کرتے تھے مگر آپ اس کی ایڑھی بٹھا لیتے۔ اکثر لکھتے ہوئے کلک اور دیسی سیاہی استعمال کرتے، کبھی کبھی نب والے قلم سے بھی لکھ لیتے مگر اس سے بالکل مانوس نہیں تھے۔ یا اس کو پسند ہی نہیں فرماتے تھے۔ آپ مطب کے مشرقی دروازہ کے شمالی حصہ کے قریب صف پر بیٹھتے تھے صف پر ادنیٰ درجہ کی اون کا بچھونا ہوتا تھا ساتھ تکیہ رکھا ہوتا۔ سامنے معمولی سی تپائی ہوتی تھی مگر یہ پابندی نہیں تھی کہ لازماً اس پر رکھ کر ہی لکھیں اکثر دوزانو بیٹھ کر لکھتے۔ خضاب کبھی استعمال نہ کیا ہمیشہ مہندی لگایا کرتے تھے۔ ماسٹر عبدالرؤف صاحب بھیروی کا بیان ہے کہ حضرت مولانا نورالدین صاحب کو میں نے دیکھا ہے کہ اگر کرتے پر بٹن ابتدا سے نہیں لگا تو آخر دم تک اس پر بٹن نہیں دیکھا گیا۔ آپ کی مرغوب غذا یہ تھی کہ شوربے میں روٹی بھگو لیتے تھے۔

کبھی گرمیوں میں سرد کوٹ پہنے نہیں دیکھے گئے۔ سادہ پگڑی کے پیچوں میں سے مہندی رنگے سرخ بال کبھی باہر نکلے ہوئے نظر آتے تھے۔ ہاتھ میں لمبا عصا رکھتے تھے۔

غرض یہ کہ آپ کے لباس، کھانے اور بودوباش میں سادگی کا رنگ غالب تھا۔ مگر سادگی اور بے تکلفی کے باوجود ایک خداداد رعب رکھتے تھے۔ صبح سے شام تک پبلک میں رہتے مگر آپ کی وجاہت اور رعب اور دبدبہ اور شوکت میں ذرہ برابر فرق نہ آتا تھا۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 539)

اپنے لباس کی سادگی کے بارے میں ایک دفعہ آپ نے خود مولوی محمد علی صاحب سے مخاطب ہوکر فرمایا۔

لباس میں میں نے ترقی نہیں کی جب سے ہوش سنبھالا یہی لباس پہنتا ہوں۔

(مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین صفحہ 290)

ایک اور جگہ پر آپؓ فرماتے ہیں۔

میں جب مرزا صاحب کا مرید نہ تھا تب بھی میرا یہی لباس تھا۔ میں امراء کے پاس گیا اور معززحیثیت سے گیا تب بھی یہی لباس تھا مرید ہوکر

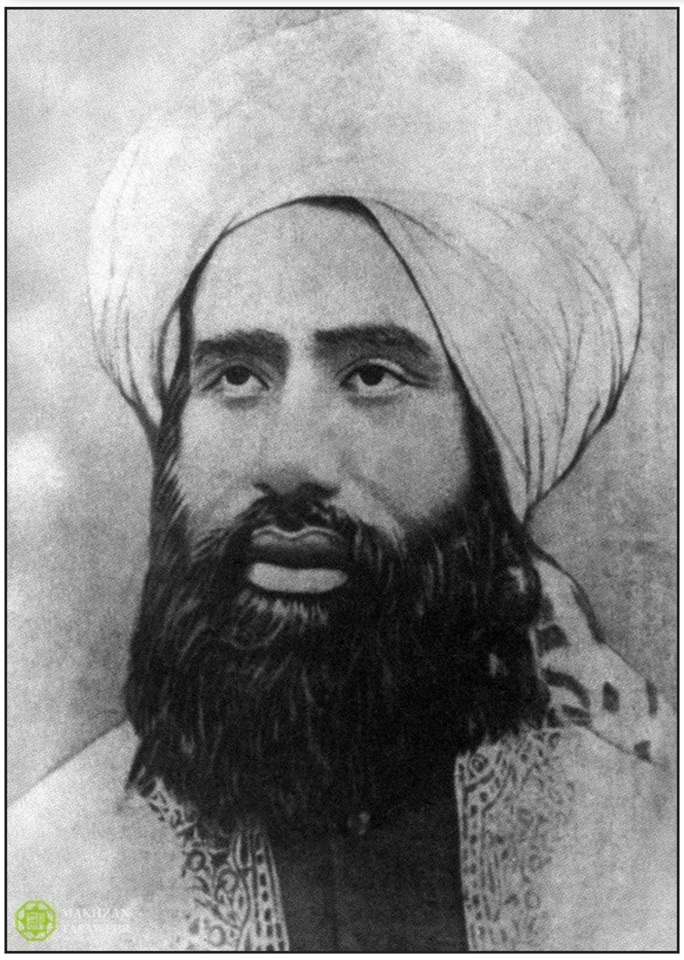

بھی میں اسی حالت میں رہا۔

(بدر 4 جولائی 1912ء صفحہ 7)

لباس کے بارے میں ایک موقع پر بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا

بعض آدمی لباس ہی کے بنانے میں مصروف رہتے ہیں۔ میں جب ریاست بھوپال میں تھا تو وہاں کے شاہی خاندان میں ایک شادی تھی۔ میرے وہاں ایک شاگرد تھے جو اب بھی وہاں اچھے عہدے پر ہیں انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہم بھی چلیں گے۔ میں نے کہا اچھا۔ وہ گھر سے کپڑے بدل کر آئے بڑے ہی زرق برق تھے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ان میں سونا ہی سونا ہے۔ وہ جب آگئے تو مجھ سے کہا کہ آپ نے کپڑے نہیں بدلے۔ میں نے کہا کہ بھائی ہمارا دوست ہدایت اللہ تو کہیں مکان بند کر کے چلا گیا ہے۔ چنانچہ ویسے ہی چل کھڑے ہوئے۔ جب پہلی ڈیوڑھی پر پہنچے تو وہ آگے تھے اور میں پیچھے۔ دربان نے ان کو روکا۔ میں آگے بڑھ گیا اور دربان سے کہا کہ یہ ہمارے ساتھ ہیں اس نے کہا اچھا۔ میں نے دربان سے کہا کہ تو ان کے لباس کو نہیں دیکھتا۔ اس نے کہا کہ لباس کا کیا ہے کرایہ پر اس سے بھی اچھا لباس ہر شخص کو مل سکتا ہے۔ آگے گئے تو وہاں معلوم ہوا کہ اس وقت خاص دربار ہے۔ سوائے خاندان کے خاص خاص آدمیوں کے کوئی نہیں جا سکتا۔ مجھ کو تو دربان نے کہا آپ اندر تشریف لے جائیں لیکن ہمارے ان ہمراہی کو وہیں دالان میں بٹھا لیا جہاں پہلے سے اور بھی روساء بیٹھے ہوئے تھے۔ غرض کہ میں اپنے اسی سادہ اور معمولی لباس سے اس خاص دربار میں بلا روک ٹوک چلا گیا۔

(مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین صفحہ 289)

اس واقعہ سے یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ محض لباس ہی نہیں بلکہ انسان کی ذاتی شخصی وجاہت اور خدا کی طرف سے عطا شدہ رعب ہی انسان کے لئے حقیقی عزت کے سامان پیدا کرتی ہے۔

غرض آپؓ نے کبھی لباس کو غیر معمولی اہمیت نہ دی۔ آپ بیان کرتے ہیں

میں کشمیر میں تھا ایک روز دربار کو جا رہا تھا۔ یار محمد خان ایک شخص میری اردلی میں تھا۔ اس نے راستہ میں مجھ سے کہا کہ آپ کے پاس جو یہ پشمینہ کی چادر ہے یہ ایسی ہے کہ میں اس کو اوڑھ کر آپ کی اردلی میں بھی نہیں چل سکتا۔ میں نے اس سے کہا کہ تجھ کو اگر بری معلوم ہوتی ہے تو میرے خدا کو تجھ سے بھی زیادہ میرا خیال ہے۔ میں جب دربار میں گیا تو وہاں مہاراجہ نے کہا کہ آپ نے ہیضہ کی وبا میں بڑی کوشش کی ہے آپ کو خلعت ملنا چاہئے۔ چنانچہ ایک قیمتی خلعت دیا۔ اس میں جو چادر تھی وہ نہایت ہی قیمتی تھی۔ میں نے یار محمد خان سے کہا کہ دیکھو ہمارے خدا تعالیٰ کو ہمارا کیسا خیال ہے۔

(مرقاۃ الیقین صفحہ 244)

سب مال ودولت سے بڑھ کر امام الزمان کی محبت کی آپؓ عظیم الشان مثال تھے۔ آپ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی حکم پر اپنا گھر بار تک چھوڑ دیا جو کہ بھیرہ میں ایک کثیر رقم خرچ کر کے آپؓ تعمیر کروا رہے تھے۔ چنانچہ اسی محبت کو بیان کرتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں۔

میں نے یہاں وہ دولت پائی ہے جو غیر فانی ہے، جس کو چور اور قزاق نہیں لے جاسکتا۔ مجھے وہ ملا ہے جو تیرہ سو برس کے اندر آرزو کرنے والوں کو نہیں ملا۔ پھر ایسی بے بہا دولت کو چھوڑ کر مَیں چند روزہ دنیا کے لئے مارا مارا پھروں؟ مَیں سچ کہتا ہوں کہ اگر اب کوئی مجھے ایک لاکھ کیا ایک کروڑ روپیہ یومیہ بھی دے اور قادیان سے باہر رکھنا چاہے میں نہیں رہ سکتا۔ ہاں امام علیہ السلام کے حکم کی تعمیل میں، پھر خواہ مجھے ایک کوڑی بھی نہ ملے۔ پس میری دولت میرا مال، میری ضرورتیں اس امام کے اتباع تک ہیں اور دوسری ساری ضرورتوں کو اس ایک وجود پر قربان کرتا ہوں۔

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 132)

ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آپؓ کی شانِ سادگی کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی سادگی اور اطاعت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ہم نے خود حضرت خلیفہ اول کو دیکھا ہے آپ مجلس میں بڑی مسکنت سے بیٹھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مجلس میں شادیوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ ڈپٹی محمد شریف صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہیں وہ سناتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اول اکڑوں بیٹھے ہوئے تھے یعنی آپ نے اپنے گھٹنے اٹھائے ہوئے تھے اور سر جھکا کر گھٹنوں میں رکھا ہوا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مولوی صاحب جماعت کے بڑھنے کا ایک ذریعہ کثرت اولاد بھی ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر جماعت کے دوست ایک سے زیادہ شادیاں کریں تو اس سے بھی جماعت بڑھ سکتی ہے۔ حضرت خلیفہ اول نے گھٹنوں پر سر اٹھایا اور فرمایا کہ حضور میں تو آپ کا حکم ماننے کے لئے تیار ہوں لیکن اس عمر میں مجھے کوئی شخص اپنی لڑکی دینے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہنس پڑے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں دیکھو یہ انکسار اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ادب تھا جس کی وجہ سے انہیں یہ رتبہ ملا۔

(ماخوذ از الفضل 27 مارچ 1957ء صفحہ 5 جلد 46/11 نمبر 74)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خلیفۃ

بقیہ صفحہ 9 پر

صفیہ بشیر سامی۔ لندن

میری پیاری سہیلی بشریٰ حمید

تمہارے لئے کیا لکھوں اور کہاں سے شروع کروں سوچا نہیں تھا کہ اب یہ کام بھی تم مجھ سے ہی لو گی۔ تقریباً پانچ چھ سال کا پرانا رشتہ تم ایک دم سے توڑ کر اپنے پیارے ربّ سے جاملی ہو۔ جانتی ہوں یہ سب عارضی رشتے ہم سب نے چھوڑنے ہی ہوتے ہیں مگر جب تک جان میں جان ہے اپنے پیاروں سے علیحدگی کا تصور بہت مشکل لگتا ہے۔ دنیا سے جاتے ہوئے ہر روز لوگوں کو دیکھتے بھی ہیں اور سنتے بھی ہیں اور یہ بھی ہم کہتے رہتے ہیں ہم سب نے ہی اللہ کے پاس جانا ہے۔ لیکن جب اپنے ہی گھر سے اپنوں کو جاتے دیکھتے ہیں تو وہ دُکھ اور تکلیف بیان سے باہر ہو جاتی ہے۔ اللہ ہمت دے تو بڑے ضبط سے صرف اپنے ربّ کو راضی رکھنے کے لئے صبر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

1957ء کی بات ہے ہمارے ہمسائے میں ایک چھوٹی سی بچی دسویں کا امتحان دے کر رزلٹ نکلنے سے پہلے ہی دلہن بن کر آ گئی۔ برابر میں مکرم چودھری غلام حسین، ان کی بیگم خالہ جی مہرانساء صاحبہ اور اُن کے چھ بیٹے رہائش پزیر تھے۔ اُس گھرانے کی سب سے بڑی بیٹی شادی کے ایک سال بعد ہی وفات پا گئی تھی جس وجہ سے اُن کے گھر میں لڑکی کی کمی بہت شدت سے محسوس کی جاتی تھی۔ خالہ جی محترمہ مہرانساء ہمیں بے حد پیار کرتی تھیں ہم چار بہنیں اور سب سے چھوٹا بھائی تھا ہمارے والد صاحب افریقہ میں تھے اس لئے خالہ جی بے تکلف ہو کر اکثر ہمارے گھر میری اُمی جان کے پاس آجاتیں اور ہم بہنوں سے بہت محبت کرتیں۔ اس طرح وہ اپنی بیٹی کی یاد کو وقتی طور پر بہلا لیتیں۔

بیٹی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے بیٹے کی جلدی شادی کر دی اور دلہن بیاہ کر گھر لے آئیں گھر میں رونق ہوگئی، محترمہ خالہ جی اپنی بہو کے ساتھ بھی بہت محبت سے پیش آتیں لیکن ہمارے ساتھ بھی پیار میں کوئی کمی نہیں ہوئی بلکہ دلہن بشریٰ کیونکہ ہماری ہم عمر تھیں اس لئے دل بہلانے کے لئے اُس کو بھی ہمارے پاس لے آتیں۔ پھر نہ جانے اللہ تعالیٰ کو کیا منظور تھا کہ کچھ عرصہ بعد خالہ جی کی بھی وفات ہوگئی پھر گھر میں ایک اکیلی نو بیاہتا بشریٰ رہ گئیں۔ کچھ عرصہ بعد بھائی حمید، بشریٰ کے شوہر بھی ملک سے باہر لندن چلے گئے تو بشریٰ تنہائی محسوس کرنے لگی پھر مرد لوگ جب سب کاموں پر چلے جاتے تو مَیں اور بشریٰ گھنٹوں چارپائی دیوار کے ساتھ لگا کر کھڑی ہوجاتیں اور باتیں ختم ہونے کا نام نہیں لیتی تھیں۔ ہم دونوں کی عمروں کا تھوڑا ہی فرق تھا اس لئے ہم دونوں کی دوستی دن بدن بڑھتی گئی۔ اُس کا کوئی بھی کام ہو میں خوشی سے کرتی کوئی بازار سے شاپنگ کرنی ہو تو میرا ساتھ اُس کو میسر تھا۔ غرض وہ ہمارے گھر کا ایک فرد ہی تھی صرف رہتی دوسرے گھر میں تھی۔ ویسے تو اُس گھرانے کے سب ہی لوگ ہمارے بھائیوں کی طرح تھے۔ ہماری امی جان بھی اُس کا اور باقی بچوں کا بہت خیال رکھتیں عید ہو یا کوئی بھی تہوار ہو ہماری امی جان بشریٰ کو بھی اپنی بیٹیوں کی طرح چوڑیاں اور کپڑے ایک جیسے ہی بنا کر دیتیں۔

1963ء میں بشریٰ بھی اپنے شوہر کے پاس لندن چلی گئی۔ میری شادی ہوئی اور میں پشاور پہنچ گئی۔ لیکن بشریٰ کے ساتھ رابطہ نہیں ٹوٹا۔ خط و کتابت جاری رہی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایسا سبب بنایا کہ میرے شوہر 1970ء میں لندن پہنچ گئے اور آتے ہی بشریٰ اور بھائی حمید سے رابطہ کیا اُن دِنوں اپنے لوگوں کی بہت کمی تھی۔ ویسے میرے والد صاحب اور خاندان کے کچھ لوگ بھی یہاں موجود تھے۔ پھر 1972 ء میں مَیں بھی اپنے تین بچوں کے ساتھ لندن پہنچ گئی جہاں سب سے پہلے بشریٰ اور بھائی حمید کے ساتھ ملاقاتوں کا ٹوٹا ہوا رابطہ پھر سے شروع ہوگیا۔ پاکستان میں بھائی حمید کے ساتھ اتنا واسطہ نہیں تھا۔ لندن میں ہماری رہائش کے علاقے بھی قریب قریب ہی تھے جس سے ملاقاتوں کا سلسلہ جلدی جلدی ہو جاتا تھا۔ پھر میری اُمی جان اور بھائی بھی لندن آ گئے۔ اب یہ ہماری پوری فیملی بن گئی بھائی حمید بشریٰ اور بچے اور میرے ایک کزن بھائی جان مبارک احمد مرحوم سب شامل تھے۔ ہماری ہر عید ہر خوشی اور ہر تہوار اکٹھے ہی گزرتا۔ ہمارے دُکھ سُکھ سب سانجھے ہو گئے۔ بشریٰ کے بچوں کی شادیاں ہوں یا میرے بچوں کی ہم سب نے مل کر فیصلے کئے اور سب نے ہی مل کر خوشیاں منائیں۔ ایک زمانہ میں مَیں بہت مشکلات سے گزر رہی تھی تو بھائی جان حمید اور فیملی نے میری بے حد مدد کی اُنہوں نے دن رات ایک کر دیا جب تک ہم اُس مشکل سے نکل نہیں گئے وہ آرام سے نہیں بیٹھے۔ اسی طرح بھائی جان حمید شدید بیمار ہو گئے بار بار دل کے حملے ہوتے تھے بچے چھوٹے چھوٹے تھے بشریٰ جاب بھی کرتی اور میلوں دور انہیں دیکھنے ہسپتال جاتی۔ میرے اباجان سامی صاحب اور میرا بھائی بھی اکثر ہسپتال انہیں دیکھنے جاتے جہاں تک ممکن ہوتا ہم ایک دوسرے کا سہارا بنے رہے۔ جب عیدیں اور جلسے اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں شروع ہوئے وہ بہت مزے کے دن ہوتے تھے ہم سب گھروں سے کھانا بنا کر لے جاتے، کاروں کی چاروں طرف دیواریں بنا کر درمیان میں ہم سب کھانے کے بڑے بڑے دیگچے رکھے سب کو کھانا تقسیم کرنا اور بھائی حمید اور سب مردوں کے کچھ دوستوں کو بھی دعوت دینا اور بھائی حمید کی یہ آواز (صفیہ !اک پلیٹ ہور بنادو) ہمیشہ میرے کانوں میں گونجتی ہے۔ یا کبھی کبھی بھائی جان کا گھر پر فون آتا (صفیہ کی پکایا اے بہت بھوک لگی ہے بس میں تھوڑی دیر تک آیا) کیا محبتوں بھرے دن تھے۔

بشریٰ کے ساتھ چونکہ بہت اچھا اور لمبا زندگی کا ساتھ رہا اس لئے بے شمار یادیں اور باتیں ہیں۔ بہت ہی تحمل صبر، برداشت کی انتہا تک پہنچی ہوئی تھی میں بہت سارے واقعات کو جانتی ہوں اُس نے اپنی چھوٹی سی عمر میں کیسے کیسے مشکل ترین وقت دیکھے اور اُف تک نہیں کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اُس کو بے بہا خوشیوں اور نعمتوں سے بھی نوازا جو سب میرے سامنے ہے۔

چلیں! میں اُس کے صبر اور برداشت کی ایک مثال پیش کرتی ہوں۔ غالباً 1976ء کی بات ہے جب بھائی حمید کو پہلی بار دل کا حملہ ہوا تھا جو بہت ہی شدید قسم کا تھا۔ بھائی جان ہسپتال میں داخل تھے اُس وقت بچے بھی چھوٹے تھے گھر بہت دور تھا لیکن بشریٰ نے بڑی بہادری اور ہمت سے صبر سے وہ وقت کاٹا۔ 1977ء کے شروع میں سامی صاحب اپنی فیملی کو پاکستان ملنے کے لئے گئے جس دن اُن کی واپسی تھی کچھ دن پہلے بشریٰ کی چھوٹی بہن رُقیہ جو کہ بھائی حمید کے چھوٹے بھائی مجید کے ساتھ بیاہی ہوئی تھی دو جڑواں بچوں کی پیدائش کے وقت وفات پا گئی۔ دو بچے پہلے سے تھے یعنی چار بچوں کی ماں اچانک اس دنیا سے چلی گئی، یہ بہت بڑی خبر تھی جو کہ لندن نہیں پہنچنی چاہئے تھی کیونکہ بھائی حمید صاحب اس پوزیشن میں نہیں تھے کہ اُن تک یہ خبر پہنچے۔ پھر سامی صاحب اُس مرحومہ کا جنازہ پڑھ کر اگلے دن پاکستان سے یہ اندوہناک خبر لے کر لندن پہنچ گئے۔ اب یہ خبر صرف بشریٰ تک کیسے پہنچائی جائے۔ سامی صاحب نے میری اُمی ابا کو تیار کیا اور مجھے سمجھایا کہ کیا اور کیسے سب کو سنبھالنا ہے۔

میں اور سامی صاحب اگلے دن بشریٰ اور بھائی حمید کو ملنے چلے گئے کہ پاکستان سے بشریٰ کے والدین نے کچھ گفٹ بھیجے ہیں۔ بھائی حمید اور بشریٰ بہت خوش ہوئے کچھ ہی دیر بعد اُمی ابا بھی پہنچ گئے۔ بھائی حمید چونکہ میرے والدین سے دلی لگاؤ رکھتے تھے اُن کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ بشریٰ چائے بنانے چلی گئی میں اُس کے پیچھے ہی گئی دو چار منٹ بعد سامی صاحب بھی آ گئے۔ پروگرام کے مطابق ابا جان اور امی نے بھائی حمید کو مصروف کر لیا سامی صاحب نے بشری کو بٹھایا اور اُس کو اچھی طرح سے پہلے تیار کیا کہ تم نے اب یہ بڑی ذمہ داری کیسے نبھانی ہے اُس کی بہن کی خبر سنائی ظاہر ہے بشریٰ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اُس کی صحت مند بہن جس کے ساتھ ہر وقت اُس کی بات چیت رہتی تھی اُسی کی وفات کی خبر ہو گی، بہت ہی مشکل وقت تھا اُس بچاری کے لئے۔ ہم نے اُس کا دل ہلکا کرنے کے لئے وقت دیا۔ سامی صاحب، اُمی ابا جان اور بھائی حمید پاکستان کی خبروں میں مصروف ہو گئے۔ میں نے چائے وغیرہ بنائی۔ بشریٰ نے اندر باہر کے کچھ چکر بھائی جان کو دکھانے کے لئے لگائے کچھ گھنٹے ہم نے وہاں گزارے۔ بشریٰ کے لئے آنسوؤں پر قابو پانا اور غم برداشت کرنا بہت مشکل کام تھا جو اُس نے بہادری سے کیا۔ جب ہم نے دیکھا کہ اب وہ کچھ نا کچھ اس قابل ہوگئی ہے کہ اپنے آپ کو سنبھال لے ہم واپس آ گئے۔

جس کی بہن دو نومولود بچوں کی پیدائش پر دنیا چھوڑ گئی ہو کیسے برداشت کر سکتی ہے بہت کوشش کرتی رہی لیکن بھائی جان حمید پریشان تھے کہ بشریٰ کو کیا ہوگیا ہے ایک دم چُپ سی لگی ہوئی آنکھیں بھی سوجی رہتی ہیں اُن کو یہ خیال تھا کہ شائد اب یہ مجھے سنبھال سنبھال کر تھک گئی ہے۔ وہ کوئی نا کوئی اپنے خدشات ظاہر کرتے رہتے تھے۔ بشری نے ہمیں بتایا کہ ہم روزانہ ڈاکٹروں کی ہدایت کے مطابق پارک جاتے تھے ایک دن ہم پارک میں گئے ہوئے تھے کہ بھائی جان نے کوئی ایسی بات کی کہ میں برداشت نہ کر سکی اور میرے آنسو نکل گئے اب بھائی حمید ہیں کہ مجھے مجبور کر رہے ہیں کہ بتاؤ کیا بات ہے پھر وہاں میں نے اُن سے وعدہ لیا کہ جو میں بتاؤں گی وہ آپ نے آرام سے سننا ہے اور ساری بات بتا دی اس طرح بشریٰ کی جان میں جان آئی الحمد للہ بھائی جان نے بھی بہت ہمت سے کام لیا اور بشریٰ کی برداشت اور صبر پر بہت حیران بھی تھے اور شکر گزار بھی کہ تم نے میری خاطر اتنا بڑا غم خود سے کیسے اکیلے اُٹھائے رکھا۔

19 مارچ 1996ء کو بھائی جان حمید بھی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ بیوگی کے 26 سال بشریٰ نے نہایت ہمت و بہادری سے اپنے ہی گھر میں رہ کر گزارے۔ بچوں نے کبھی اکیلے نہیں چھوڑا بہت خدمت کی اور زندگی کے آخری سانس تک بچے اُس کے دل کی دھڑکن بنے رہے۔

یہ میں نے ایک واقعہ لکھا ہے اُس کی زندگی میں بے شمار ایسے مواقع آئے جب اُس نے بہادری اور ہمت سے کام لیا۔ 1998ء میں نومبر میں

بشریٰ کو کینسر تشخیص ہوا۔ اور دسمبر کے مہینہ میں آپریشن کی تاریخ تھی مگر اُس نے اس تاریخ کو آپریشن سے منع کر دیا کیونکہ اُن ہی دنوں اگلے مہینہ دسمبر میں میری بیٹی سارہ کی شادی تھی۔ بشریٰ نے ہم سے سب کچھ چھپایا۔ شادی کے ایک یا دو ہفتوں کے بعد آپریشن ہوُا۔ شادی کے دوران ہمیں بالکل علم نہیں تھا کہ بشریٰ کس تکلیف سے گزر رہی تھی ہماری خوشی کے موقع پر اپنی تکلیف اور بیماری کو چھپائے رکھا۔

الحمد للہ کینسر کی بیماری سے نجات مل گئی۔ اس کے بعد اُس نے 23 سال بہت اچھے اور صحت مند انسان کی طرح گزارے پھر قریباً دو تین سال اُس نے گھر اور ہسپتالوں کے چکروں میں گزارے۔ بشریٰ بہت خود دار تھی آخری دم تک اپنی مدد آپ کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ اُس کے سب بچوں نے جی بھر کے خدمت کی بیٹے حیدر نے ایک پل اپنی ماں کو اکیلے نہیں چھوڑا پوتے پوتی دن رات اُس کے بازو بنے رہے۔ یہاں میں بشریٰ کی پوتی مریم کا ذکر ضروری سمجھتی ہوں جو دن رات اُس کے ساتھ رہتی رات بھر جاگ کر اُس کی دیکھ بھال کرتی اللہ تعالیٰ اُس کو ان نیکیوں کا اجر عظیم عطا فرمائے آمین۔ لیکن اللہ تعالیٰ جب کُنْ کہہ دے تو باقی سب خدمتیں اور علاج لا علاج ہو جاتے ہیں۔

عزت و اکرام سے اسلامی روایات پر قائم رہنے والی، صوم وصلوۃ کی پابند، دعا گو، ہر دل عزیز، مضبوط ارادوں کی مالک، نڈر، ہر لمحہ تربیتی پہلو پر نظر رکھنے والی، غریب پرور، محبت و خلوص سے رشتوں کو نبھانے والی، قرآن کریم کی عاشق، خلافت کے ہر حکم پر لبیک کہنے والی، نیک اور مخلص خاتون 7 جون 2022ء کو اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

پیارے آقا نے 11 جون 2022ء کو جنازہ پڑھایا اور اُسی دن بروک ووڈ میں اپنے شوہر بھائی حمید کے قدموں کی طرف جگہ پائی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میری پیاری سہیلی کو اپنے پیاروں کے ساتھ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے دو بیٹے انور پاشا حمید، جاوید حیدر حمید، بیٹیاں ریحانہ نثار، فرزانہ دین اور گیارہ پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سسب لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

مَیں اُس کو ہر روز الفضل آن لائن اپنے فون سے وٹس ایپ پر بھیجتی تھی اور قبول کرنے یعنی گرین لائن سے مجھے علم ہو جاتا تھا کہ اُس نے 6 جون کا الفضل بھی چیک کیا ہوا تھا (یعنی وفات سے ایک دن پہلے)۔ میں اُس کی کچھ پسندیدہ ویڈیو بھی روزانہ بھیجتی تھی جس سے اُس کے چہرے پر مسکراہٹ آ جائے اور اکثر وہ قہقہ لگا کر ہنستی تھی۔ یہ میری ہر روز کی روٹین تھی جو اب بند ہوگئی ہے۔ بشریٰ مجھے میرے نام سے ہی بلاتی تھی مگر لکھنے میں ''میری روشنی'' لکھتی جس سے میں بہت شرمندہ ہو جاتی اور اُس کو کہتی کہ میرا نام ہی لکھو مگر جانے کیوں اُس کو یہ احساس تھا کہ تم میرے لئے ہمیشہ روشنی بن کر رہی ہو اس لئے میں تمہیں روشنی ہی لکھوں گی تم میرے لئے میری روشنی ہو۔ اب صرف اُس کی خواہش کے مطابق میں یہاں اُس کے لئے اپنے نام کے ساتھ روشنی لکھ رہی ہوں۔

میرا 8 تاریخ کا میسج بشریٰ مرحومہ کے نام

پیاری بشریٰ

یہ آج میری آپ کے لئے آخری پوسٹ ہے جو آپ کو جنت میں ملے گی ان شاء اللہ

ہماری دوستی یا بہنوں کی طرح پیار کو ایک بہت لمبا عرصہ ملا جس میں ہم نے ایک دوسرے کے دُکھ سُکھ دیکھے بھی اور بانٹے بھی ہمارے درمیان ملکوں کی دوری بھی رہی اور قربت بھی رہی۔ لیکن اتنے لمبے عرصہ میں مجھے نہیں یاد کہ کبھی ہمارے دلوں میں کبھی ایک بار بھی رنجش ہوئی یا دل دُکھا ہو، بلکہ پیار اور محبت بڑھتی ہی رہی تمہارے ساتھ ہی نہیں بلکہ بھائی حمید نے جو بہن کا پیار اور مان دیا کبھی کم نہیں ہوا ہماری محبت اور پیار میں کبھی کمی نہیں آئی مجھے خوشی ہے تم اپنے پیاروں کے پاس پہنچ گئی ہو میرے لئے جنت میں کہیں اپنے قریب ہی جگہ ضرور رکھنا، ان شاء اللہ جلد ملاقات ہو گی۔ ہم سب اداس بھی ہیں اور خوش بھی جدائی کا غم بھی ہے اور تمہیں جنت ملی اُس کی خوشی بھی میں جب تک اس فانی دنیا میں موجود ہوں تمہارے سب بچوں کے ساتھ ویسے ہی پیار و محبت رہے گی۔ جو دعائیں تم اُن کے لئے کر کے گئی ہو اُن میں میری دعائیں بھی ہمیشہ شامل رہیں گی ان شاء اللہ۔ تمہارے سب بچے مجھے بہت پیارے ہیں۔ اللہ تمہارے درجات بلند سے بلند کرتا چلا جائے۔ آمین اللّٰھم آمین

اللہ حافظ تمہاری (روشنی) صفیہ سامی

بقیہ: حیاتِ نور الدین...... از صفحہ 7

المسیح الاول کے اخلاص، عاجزی اور سادگی کا ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں۔فرماتے ہیں کہ خدمت کے لئے مختلف سامانوں کی ضرورت ہوتی تھی۔ کھانا پکوانے کی ضرورت ہوتی تھی۔ شروع شروع میں جب قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس مہمان آتے تھے سودا وغیرہ لانے کی ضرورت ہوتی تھی اور یہ ظاہر ہے کہ یہ کام صرف ہمارے خاندان کے افراد نہیں کر سکتے تھے۔ اکثر یہی ہوا کرتا تھا کہ جماعت کے افراد مل ملا کر وہ کام کر دیا کرتے تھے۔ اس وقت طریق یہ تھا لنگر خانے کا باقاعدہ انتظام تو نہیں تھا کہ اگر ایندھن آ جاتا اور وہ اندر ڈالنا ہوتا یعنی سٹور میں رکھنا ہوتا تو گھر کی خادمہ آواز دے دیتی کہ ایندھن آیا ہے کوئی آدمی ہے تو وہ آ جائے اور ایندھن اندر ڈال دے۔ آگ جلانے کے لئے جو سامان آیا ہے۔ پانچ سات آدمی جو حاضر ہوتے وہ آ جاتے اور ایندھن اندر ڈال دیتے۔ دو تین دفعہ ایسا ہوا کہ کام کے لئے باہر خادمہ نے آواز دی مگر کوئی آدمی نہ آیا۔ ایک دفعہ لنگر خانے کے لئے اوپلوں کا ایک گڈا آیا۔ (وہ جو جلانے کے لئے اوپلے استعمال کئے جاتے ہیں) بادل بھی آیا ہوا تھا۔ خادمہ نے آواز دی تا کوئی آدمی مل جائے تو وہ اوپلوں کو اندر رکھوا دے مگر اس کی آواز کی طرف کسی نے توجہ نہ کی۔حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ مَیں نے دیکھا کہ حضرت خلیفہ اول اُس وقت مسجد اقصیٰ سے قرآن کریم کا درس دے کر واپس تشریف لا رہے تھے۔ آپ اس وقت خلیفہ نہیں تھے مگر علمِ دینیات، تقویٰ اور طب کی وجہ سے آپ کو جماعت میں ایک خاص پوزیشن حاصل تھی اور لوگوں پر آپ کا بہت اثر تھا۔ آپ درس سے فارغ ہو کر گھر جا رہے تھے کہ خادمہ نے آواز دی اور کہا کہ کوئی آدمی ہے تو وہ آ جائے۔ بارش ہونے والی ہے ذرا اوپلے اٹھا کر اندر ڈال دے۔ لیکن کسی نے توجہ نہ کی۔ آپ نے جب دیکھا کہ خادمہ کی آواز کی طرف کسی نے توجہ نہیں کی تو آپ نے فرمایا اچھا آج ہم ہی آدمی بن جاتے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے اوپلے اٹھائے اور اندر ڈالنے شروع کر دیئے۔ ظاہر ہے کہ جب شاگرد استاد کو اوپلے اٹھاتے دیکھے گا تو وہ بھی اس کے ساتھ ہی وہی کام شروع کر دے گا۔ چنانچہ اور لوگ بھی آپ کے ساتھ شامل ہو گئے۔ کام کرنے لگے اور اوپلے اندر ڈال دیئے۔حضرت مصلح موعود کہتے ہیں مجھے یاد ہے مَیں نے دو تین مختلف مواقع پر آپ کو ایسا کرتے دیکھا اور جب بھی آپ ایسے اٹھانے لگتے اَور لوگ بھی آپ کے ساتھ شامل ہو جاتے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 29 صفحہ 326-327)

(خطبہ جمعہ 13 نومبر 2015ء)

تعمیل حکم حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ میں جوتے اور پگڑی کا بھی ہوش نہیں

ایک مرتبہ آپ مطب میں بیٹھے تھے۔ ارد گرد لوگوں کا حلقہ تھا۔ ایک شخص نے آ کر کہا کہ مولوی صاحب! حضور یاد فرماتے ہیں۔ یہ سنتے ہی اس طرح گھبراہٹ کے ساتھ اٹھے کہ پگڑی باندھتے جاتے تھے اور جوتا گھسیٹتے جاتے تھے۔ گویا دل میں یہ تھا کہ حضورؑ کے حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہو۔ پھر جب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو اکثر فرمایا کرتے تھے کہ تم جانتے ہو نور الدین کا یہاں ایک معشوق ہوتا تھا جسے مرزا کہتے تھے۔ نور الدین اس کے پیچھے یوں دیوانہ وار پھرا کرتا تھا کہ اسے اپنے جوتے اور پگڑی کا بھی ہوش نہیں ہوا کرتا تھا۔

(حیات نور صفحہ 188)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی زندگی تو ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ اور ان کو پڑھا جائے تو ایمان اور یقین میں اضافہ ہوتا ہے۔

اسی طرح مرزا سلام اللہ صاحب مستری، قطب الدین صاحب دہلوی کی ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ عید الاضحیہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے گھر سے دریافت فرمایا کہ کیا کوئی کپڑے دھلے ہوئے ہیں؟ معلوم ہوا کہ صرف ایک پاجامہ ہے اور وہ بھی پھٹا ہوا۔ آپ نے اس میں آہستہ آہستہ ازار بند ڈالنا شروع کر دیا۔ قادیان کا واقعہ ہے۔حضرت نواب محمد علی خان صاحب ان دنوں صدر انجمن کے سیکرٹری تھے۔ انہوں نے پیغام بھیجا کہ حضور نماز عید میں دیر ہو رہی ہے۔ لوگوں نے قربانیاں بھی دینی ہیں۔ اس لئے جلد تشریف لائیں۔ فرمایا۔تھوڑی دیر تک آتے ہیں۔تھوڑی دیر کے بعد پھر آدمی آیا۔حضور نے اسے پھر پہلے کا سا جواب دیا۔ اتنے میں ایک آدمی نے آ کر دروازہ پر دستک دی۔ آپ نے ملازم کو فرمایا دیکھو باہر کون ہے؟ آنے والے نے کہا۔ مَیں وزیر آباد سے آیا ہوں۔حضرت صاحب سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔حضور نے اسے اندر بلا لیا۔عرض کی کہ حضور مَیں وزیر آباد کا باشندہ ہوں۔حضور کے، امّاں جی کے اور بچوں کے لئے کپڑے لایا ہوں۔ چونکہ رات کو یکّہ نہیں مل سکا تھا، اس لئے بٹالہ ٹھہرا رہا۔ اب بھی پیدل (چل کر) آیا ہوں۔ (تو اللہ تعالیٰ نے فوراً وہاں انتظام فرمایا)۔

(ماخوذ از حیات نور صفحہ 641 جدید ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ پر اپنی بے انتہاء رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور ہمیں آپ کی سیرت کے ان حسین پہلوؤں کے مطابق اپنی زندگیاں ڈھالنے والا بنادے آمین

رپورٹ: احمد طاہر مرزا۔ نمائندہ الفضل آن لائن گھانا

گھانا میں عید الاضحیہ کے اجتماعات

امیر اور مشنری انچارج گھانا الحاج مولوی محمد بن صالح، اشونگ مین بستان احمد اکرا میں نماز عید ادا کر رہے ہیں

حسب سابق امسال بھی جماعات احمدیہ گھانا نے عید الاضحیہ مذہبی جوش وجذبے سے منائی۔ گھانا میں دینی جماعتوں کے متفقہ فیصلہ کے مطابق مؤرخہ 11 جولائی 2022ء کو عید الاضحیہ ادا کی گئی اور بعدہ سنت ابراہیمیؑ کے جاتحت جانوروں کی قربانیاں کی گئیں۔ احمدیہ مسلم مشن ہاؤس اکرا انیز بستان احمدیہ اکرا میں جہاں نماز کا بڑا اجتماع ہوا جس میں بیسیوں جانوروں کی قربانیاں کی گئیں۔ اسی طرح جامعۃ المشرین گھانا، جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل، کماسی، وا، والے والے، سویڈرو، ڈبواسی، ٹاکوراڈی، کاسوا، ابورا سینٹرل ریجن، منکسم سینٹرل ریجن، کیپ کوسٹ سینٹرل ریجن، اٹکوا، ٹیچی مان، سنیانی، بیڈوم، آسن، ٹیما، کوفوریڈوا اور دیگر بیسیوں جماعتوں میں اجتماعی و انفرادی قربانیاں پیش کی گئیں۔ بستان احمد سابق جلسہ گاہ جماعت احمدیہ گھانا اگبوگبا، اکرا میں نماز عید کی امامت الحاج مولوی نور محمد بن صالح امیر ومشنری انچارج گھانا نے کی جس میں ہزاروں احباب و خواتین شامل ہوئے۔

نماز عید الاضحیہ کے دیگر بڑے بڑے اجتماعات، گریٹرا، ٹیما، کاسوا، منکسم، ابورا، سینٹرل ریجن، کیپ کوسٹ سینٹرل ریجن، ٹاکوراڈی، سویڈرو، سالٹ پانڈ، آسن، کماسی ممپونگ، والے والے، وا، سنیانی، سیفی زون، چیفو پراسو، ٹیما، ٹمالے، ایکرافو، کوفوریڈوا، برانگ اہافو، سرچرے اور ریینڈی وغیرہ مقامات میں ہوئے۔ مقامی طور پر 37 زونز کی چھوٹی بڑی جماعتوں میں سینکڑوں مقامات پر عید کے اجتماعات ہوئے اور ہر زون میں جماعتی سطح و انفرادی طور پر بھی احباب جماعت نے قربانیاں کی اور مستحقین و دوست احباب میں گوشت تقسیم کیا۔ Abura ابورزون کی جماعت نے کیپ کوسٹ اسٹیڈیم میں نماز عید ادا کی جس میں تین ہزار کے قریب حاضری رہی۔ گریٹر اکرا، ابورا کیپ کوسٹ، واہ جماعت اور کماسی جماعت کے عید کے اجتماعات میں بھی ہزاروں کی تعداد میں احباب شامل ہوئے۔ چند ایک بڑے بڑے عید کے اجتماعات کی رپورٹس سوشل میڈیا اور مقامی ٹیلی ویژن و ایف ایم ریڈیو پر بھی نشر ہوئیں۔

ابورا زونل مبلغ مولوی عبد الحمید سویری نے خطبہ عید میں کہا:

The Zonal Missionary of the Ahmadiyya Muslim Mission, Maulvi Abdul Hameed Sawiri, who led the prayers at the Cape Coast Stadium, said the festival must motivate Muslims to train up obedient children such as Abraham's son and for fathers to do the will of God like Abraham, saying peaceful families would create peaceful communities and nations.

(www.graphic.com.gh/news/general-news/hundreds-celebrate-eid-ul-adha-in-regions.html)

گرافک آن لائن گھانا کے مطابق: احمدیہ مسلم مشن، گھانا کے امیر اور مشنری انچارج الحاج مولوی محمد بن صالح نے حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ ملک کو درپیش معاشی چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے جرات مندانہ اور سخت فیصلے کرے۔ انہوں نے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ دکھاوے اور فرقہ وارانہ مفادات کو ختم کیا جائے اور ملک کی برائیوں کو دور کرنے پر توجہ دی جائے۔ اکرا کے اشونگ مین میں گزشتہ ہفتہ عید الاضحیٰ کی تقریب کے موقع پر مولوی بن صالح نے کہا کہ قرآن کریم مقتدر افراد کی توجہ ایک بنیادی فرض کی طرف مبذول کراتا ہے کہ کسی بھی شہری کو کسی بھی صورت حال میں انہیں اکیلے مت چھوڑ دیا جائے۔ بھوکا پیاسا رہنے یا بغیر لباس کے ننگا رہنے یہ بغیر چھت کے رہائش کے لئے۔ ہمارے ملک کے بانیوں نے

جماعت احمدیہ وا، گھانا میں عید الاضحیہ کا اجتماع

ایک مضبوط ملک کو ہمارے لئے پیچھے چھوڑنے کے لیے بے شمار قربانیاں دی ہیں۔ یہ ان کی وراثت میں ملا ہے۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ جو کچھ حاصل کیا گیا اس پر عملی تعمیر کریں۔

انہوں نے بانیان گھانا کی اس حقیقت کو سراہتے ہوئے ملکی سلامتی کے لئے امن و آشتی کی دعا بھی کی کہ ایک بھوکا آدمی بھی ناراض نہی ہونا چاہئے۔ آپ نے ملکی قیادت کو مشورہ دیا کیا کہ وہ حب الوطنی کو اپنائیں تاکہ ملک کے باقی حصوں کو بھی اس راستے پر چلنے کی ترغیب دی جاسکے۔ کیونکہ حب الوطنی ہی اہم راستہ ہے جس کی اس ملک کی قیادت کو پیروی کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہ زمینی حقائق کے ساتھ ساتھ اندھی آنکھیں کھولنے میں بھی مدد کرتا ہے۔ نیز اس سے ممکنہ طور پر مصیبت زدہ عوام کی حالت زار کے تئیں ہمدردی پیدا کرنے میں مدد ملتی ہے۔

امیر جماعت گھانا نے مزید کہا کہ ہمارے لیے یہ حقیقت ہے کہ محب وطن حکمرانی کے لیے اپنے نقطہ نظر میں بے لوث اور خدا ترس ہونے کا کامیابی کا پیش خیمہ بنا سکتی ہے۔ قومی تعمیر میں کردار کی تفریق ایک اہم مسئلہ ہے جسے سب کو برقرار رکھنا چاہیے۔ اگر ہمارے ملک گھانا نے اس طریق پر کام شروع کیا ہوتا، تو ہم بڑے پیمانے پر اقتصادی ترقی کو مؤثر طریقے سے فروغ دیتے اور سامان اور خدمات کی قیمتوں کو کم کر دیتے، خاص طور

جماعت احمدیہ وا، گھانا میں عید الاضحیہ کا اجتماع

پر کم آمدنی والے گھرانوں کے لیے انہیں زیادہ سستی بناتے۔ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ اسلام نے دنیا بھر میں ایک ایسے معاشرے کی تعمیر کی کوشش کی جس میں امن اور اتحاد کا سب سے بڑا مرکز ہو، انہوں نے کہا، حج ایک اہم مذہبی عمل ہے جس کے بڑے فوائد ہیں۔ وہ عالمگیریت کی مہم تھی جس نے انسانیت کی حقیقی فطرت کا مظاہرہ کیا۔ اس کا ایک مقصد دنیا بھر میں سماجی تعلقات کی شدت کو جنم دینا ہے۔ اس طرح کے صحت مند سماجی تعلقات دور دراز علاقوں کو جوڑتے ہیں۔ حج نے بنی نوع انسان کو اس طرح جوڑ دیا جس سے مقامی واقعات کو کئی میل دور ہونے والے واقعات کی شکل دی گئی۔ اس لیے حتمی طور پر، حج کے مناسک سماجی روابط کی تنظیم میں تبدیلی لاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کی عالمگیریت نے مشکل وقت میں بھی لوگوں کو اکٹھا کیا ہے۔ اسلام کا گلوبلائزیشن تصور لوگوں کو اس طرح جوڑتا ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کے درمیان پائے جانے والے مصائب اور دیگر چیلنجوں سے آگاہ ہو جائیں۔ یہ وہ انتہائی ناگزیر نقطہ نظر ہے جس نے ہمارے ملک گھانا کے معاشرہ کو بحیثیت قوم اس نازک موڑ پر پہنچا دیا ہے۔

www.graphic.com.gh/news/general-news/take-bold-decisions-to-overcome-challenges-ahmadi-head-urges-government.html

صدر مملکت گھانا جناب نانا اوکوفو آڈو Nana Akufo Addo نے اپنے عید کے پیغام میں کہا:

"Let us, on this day, make peace with ourselves and our fellow beings, and hold fast to the rope that Allah has united us with, the rope of Ghana. Only in doing so shall we achieve our aim of making Ghana great and strong."

انہوں نے مزید کہا

"We are in a difficult place. The world is in a difficult place. Leaders around the world, like we are doing here in Ghana, are working assiduously to resolve the fundamental challenges that have plunged the world into the current economic condition in which it finds itself. But, just as the efforts of Hagar(as) resulted in the discovery of the Zamzam well, from which we drink to this day, I am confident that, soon, we shall also discover our own Zamzam."

(https://www.ghanaweb.com/GhanaHomePage/NewsArchive/FULL-SPEECH-President-Akufo-Addo-s-2022-Eid-Ul-Adha-address-1578971)

کاشف احمد

جو بھی ہوتا ہے، ہماری خاطر ہوتا ہے

یہ واقعہ جو پچھلے دنوں امریکی میڈیا اور اخباروں کی توجہ کا مرکز بنا رہا، Ice Hockey ٹیم کے کوچ Brian Hamilton کا ہے جو اسے دراصل ایک میڈیکل کی طالب علم Nadia سے منسوب کرتے ہیں۔ امریکی نژاد سفید فام لڑکی Nadia کا کہنا ہے کہ وہ ایک Ice Hockey میچ دیکھنے گئی اور وہاں اسے ایک آدمی کی گردن پر ایک عجیب سا نظر آنے والا تل نما نشان کچھ پریشان کرنے لگا۔ وہ صرف عجیب سا نہیں تھا بلکہ کینسر کی علامات میں سے ہو سکتا تھا۔

میچ کے دوران بہت زیادہ شور اور ہجوم کے علاوہ وہ شخص شیشے کی دوسری جانب کھڑا تھا جہاں امریکی Ice Hockey ٹیم کے کھلاڑیوں کے بیٹھنے کی جگہ تھی کیونکہ یہ شخص ان کا کوچ Brian Hamilton تھا۔ نادیہ سوچنے لگی کہ کس طرح وہ Brian کو یہ بات کہے کہ اسے ڈاکٹر کو فوری طور پر مل کر اپنی گردن کے اس تل نما نشان کا معائنہ کروانا چاہئے۔ لیکن نہ تو اس کی آواز Brian تک پہنچ رہی تھی اور نہ ہی وہ کھلاڑیوں کے اس شیشے کے Enclosure میں جا سکتی تھی اور Brian کا منہ بھی دوسری جانب جاری میچ کی طرف تھا۔

آخر اس نے اپنے فون کی سکرین پر ایک message لکھا ''آپ کی گردن پر جو تل نما نشان ہے غالباً کینسر ہے۔ ڈاکٹر کو جا کر دکھائیں'' اور شیشے پر ہاتھ سے کھٹکھٹانا شروع کر دیا۔ جب Brian نے آخر مڑ کر دیکھا تو Nadia نے اسے اپنے فون کی سکرین کی طرف متوجہ کیا۔ Brian نے message پڑھا اور وہ بلا تامل ڈاکٹر کے پاس چلا گیا۔ ڈاکٹر نے معائنہ کے بعد بتایا کہ وہ بالکل صحیح وقت پر آیا ہے۔ یہ عجیب سا نظر آنے والا تل جسے وہ کافی عرصے سے نظر انداز کر رہا تھا دراصل کینسر کی ہی ابتدا تھا اور اسے فوری طور پر ایک چھوٹی سی سرجری کر کے نکال دیا گیا۔

Brian مکمل طور پر صحت یاب ہونے کے بعد بھی بے چین تھا۔ وہ اس لڑکی کے بارے میں سوچ رہا تھا جس نے دراصل اس کی جان بچائی تھی۔ وہ اس سے ملنا چاہتا تھا۔ اسے بتانا چاہتا تھا کہ بالکل صحیح وقت پر ایک فرشتے کی طرح اس لڑکی نے اسے مشورہ دیا۔ وہ اپنی محسن کا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا۔

مگر وہ نہ تو اس لڑکی سے واقف تھا نہ ہی اس کی شکل دیکھ سکا تھا کیونکہ Nadia نے آج کل کے حالات کے مطابق ماسک پہن رکھا تھا، اور اس قدر شور اور ہجوم میں آواز سننے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ Brian نے آخر ایک خصوصی اعلامیہ جاری کیا جس کے بعد میڈیا کے توسط سے اس کی Nadia سے ملاقات ہو گئی۔ اس نے نہ صرف Nadia کا بے حد شکریہ ادا کیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ Nadia کے تعلیمی اخراجات کے لئے دس ہزار ڈالر بھی پیش کئے۔

Nadia کا کہنا تھا کہ وہ تو بس درست وقت پر درست جگہ پر موجود تھی مگر کیا واقعی آپ کو بھی یہ محض ایک اتفاق لگتا ہے؟ یقیناً نہیں۔ اس دنیا میں اس کے خالق کی مرضی کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوتا۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ آپ کے ساتھ پیش آتا ہے وہ محض ایک اتفاق ہوتا ہے؟ یا کبھی کوئی اتفاقیہ واقعہ بھی پیش آ سکتا ہے؟

ایسا کچھ نہیں، ہمارے ساتھ جو کچھ ہوتا ہے، ہمارے لئے ہوتا ہے، ہماری خاطر۔ ہمیں ٹھیک اس وقت جس چیز، شخص یا نصیحت کی ضرورت ہوتی ہے اسے ہماری طرف بھیج دیا جاتا ہے۔ یہ دنیا اس کے خالق نے انسان کے لئے بنائی جس کو احسن ترین تقویم پر تخلیق کیا۔

اور جب ان ہی جانور طبع انسانوں میں سے کسی میں وہ اشرف المخلوقات بن جانے کی کچھ صلاحیت دیکھتا ہے جس میں زندگی، یعنی حیات جاوداں کی کچھ رمق باقی ہوتی ہے تو وہ اسے اپنے فضل و کرم سے ان ہی بظاہر اتفاق نظر آنے والے واقعات کے ذریعہ سے ہدایت کا راستہ دکھاتا ہے۔ اپنے خاص بندوں کو اس کی زندگی میں شامل کر دیتا ہے جو ایک سبق سکھانے کے لئے آتے ہیں یا راستے درست کرنے کے لئے یا کبھی ساتھ دینے کے لئے۔ کبھی مستقل تو کبھی عارضی طور پر اس زندگی میں آتے ہیں اور انسان آخر اشرف المخلوقات کے قافلے کا حصہ بن جانے کا شرف حاصل کرتا ہے۔ اور اپنے اصل مقصد حیات کی تکمیل کے لئے رواں دواں قافلوں کا حصہ بن کر انسانیت کی فلاح اور روحانی ترقی کا کام کرتا ہے۔

یہی بظاہر اتفاقات نظر آنے والے واقعات در اصل خالق کے مخلوق سے رابطے اور مکالمے کا انداز ہے۔ انسان اکثر محض اتفاق سمجھ کر اپنے ساتھ پیش آنے والی صورت حال یا واقعہ کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ غور نہیں کرتا، سیکھتا ہے نہ سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ خالق کو یہی تو مخلوق سے گلے ہیں کہ ''شکر نہیں کرتا، توبہ نہیں کرتا، یا باز نہیں آتا اور غور نہیں کرتا۔ وہ اکثر اپنے نشانات سے ظاہر کرتا ہے کہ وہ موجود اور زندہ خدا ہے جو اب بھی مکالمہ اور رابطہ کرتا ہے مگر شائد انسان اس کو کوئی بہت ہی اوپری چیز سمجھ کر نظر انداز کر دیتا ہے کہ اس کی کہاں یہ اوقات کہ خالق اس سے براہ راست مخاطب ہو جیسے وہ نبیوں اور ولیوں سے مخاطب ہوتا ہے۔

کچھ موٹی عقل کے دانائی، شعور اور ادراک سے محروم فلاسفر اور سائنسدان تو وحی، الہام اور کشف کو غیر منطقی قرار دے کر یکسر مسترد کر دیتے ہیں۔ گہرائی میں اتر کر غیب پر مزید تحقیق کرنے کا تردد نہیں کرتے۔ معجزات کو مافوق الفطرت قرار دیتے ہیں۔

یعنی جس طرح یہ کائنات کسی اتفاق یا کسی اچانک اور بے وجہ ہونے والے Big Bang کا نتیجہ نہیں۔ اسی طرح اس کائنات میں کچھ بھی اتفاق کا نتیجہ نہیں۔ یہ سب ایک مکمل اور شاندار خدائی قدرت اور حکمت کا نتیجہ ہے جسے سمجھنے کے لئے شعور، دانائی اور ہدایت یافتہ عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو محض خالق کے فضل و کرم سے ممکن ہے۔ فضل و کرم کا حصول اور اس میں اضافہ ایمان کے تناسب سے ہوتا ہے۔ جتنا ایمان بڑھتا ہے، اور مضبوط ہوتا چلا جاتا ہے اتنا ہی فضل و کرم میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

رپورٹ: توصیف احمد۔ مربی سلسلہ و صدر خدام الاحمدیہ بیلجیئم

نیشنل پکنک مجلس خدام الاحمدیہ بیلجیئم 2022ء

اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں اور رہنمائی سے مجلس خدام الاحمدیہ بیلجیئم کو سال بھر متعدد تربیتی و تفریحی پروگرام کے انعقاد کی توفیق ملتی ہے۔ ان پروگرامز میں ایک خاص تفریحی پروگرام نیشنل پکنک کا ہوتا ہے، جو خدام بہت پسند کرتے اور بہت شوق سے حصہ لیتے ہیں۔ امسال نیشنل پکنک کے لئے نیشنل عاملہ کی میٹنگ میں بیلجیئم کے شہر Maasmechelen میں رافٹنگ (rafting) کا پروگرام بنایا گیا۔ نیشنل پکنک کا انعقاد مؤرخہ 17/ جولائی بروز اتوار ہوا، جس میں بیلجیئم کی مختلف مجالس سے چالیس سے زیادہ خدام نے حصہ لیا۔ تمام خدام Kajak Maasland کے سٹارٹنگ پوئنٹ پر جمع ہوئے، جہاں ایک بجے رافٹنگ شروع کی اور شام سات بجے تیرہ کلومیٹر کا تھکا دینے والا فاصلہ طے کر کے اپنے اختتامی پوائنٹ تک پہنچے۔ اس پروگرام میں تمام شاملین کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے کھانے اور ریفریشمنٹ کا انتظام تھا۔ تمام خدام کے لئے یہ ایک منفرد تجربہ تھا جسے سب کی طرف سے بہت پسند کیا گیا۔ آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجلس خدام الاحمدیہ بیلجیئم کو مزید بہتر اور اپنے دل و جان سے پیارے امام کی توقعات کے مطابق پروگرامز کا انعقاد کرنے کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین ثم آمین

بقیہ: سالانہ ورزشی مقابلہ جات… از صفحہ 12

اختتامی تقریب

کھیلوں کے تیسرے دن 2 جولائی 2022ء بروز ہفتہ دوپہر ساڑھے بارہ بجے اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی محمود ناصر ثاقب صاحب امیر جماعت برکینا فاسو تشریف تھے۔ مہمان خصوصی کے تشریف لانے پر روک دوڑ کا مقابلہ کروایا گیا جو کہ سب سے زیادہ پسند کیا جانے والا مقابلہ تھا۔ اسی طرح کلائی پکڑنا اور پنجہ آزمائی کے فائنل میچز مہمان خصوصی کے سامنے کروائے گئے۔ بعد ازاں مہمانانِ کرام کے لیے میوزیکل چیئرز کے مقابلہ کا انعقاد کیا گیا تھا جو کہ بہت دلچسپ رہا۔

مقابلہ جات کے بعد تمام طلبہ اپنے اپنے گروپ کے سپورٹس یونیفارم میں ملبوس ہو کر جامعہ کے ہال میں ترتیب سے بیٹھ گئے۔ ساڑھے بارہ بجے تلاوت قرآن مجید سے تقریب کا آغاز ہوا جس کے بعد نظم ''نونہالان جماعت مجھے کچھ کہنا ہے'' پیش کی گئی۔ درالو حمزہ طالب علم سال سوم وسیکرٹری شعبہ کھیل نے سالانہ رپورٹ پیش کی۔ بعد ازاں پرنسپل صاحب نے ابتدائی کلمات پیش کئے۔ آپ نے مہمانان کرام اور مہمان خصوصی کو خوش آمدید کہتے ہوئے ان کی تشریف آوری پر شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد امیر صاحب برکینا فاسو نے طلباء میں انعامات تقسیم کیے اور آخر میں نصائح فرمائیں۔ تقریب کا اختتام دعا سے ہوا۔

نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد ظہرانہ دیا گیا جس میں مہمانان کرام، جامعہ اسٹاف اور تمام طلبہ شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ پروگرام طلباء میں روحانی جسمانی ترقیات کا موجب بنیں۔ آمین

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

رپورٹ:مبارک احمد منیر۔نمائندہ الفضل آن لائن لندن

سالانہ ورزشی مقابلہ جات

جامعۃ المبشرین برکینا فاسو 2022ء

جامعۃ المبشرین برکینا فاسو میں جہاں علمی اور تربیتی پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں وہاں طلباً کو تندرست رکھنے کے لیے کھیلوں کا انعقاد بھی باقاعدگی سے کیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ تعلیمی سال کے اختتام پر سالانہ ورزشی مقابلہ جات کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ مسابقت کی روح پیدا کرنے کے لیے جامعہ کے تمام طلباً کو چار گروپس میں تقسیم کیا گیا ہے۔ان گروپس کے نام ’’امانت‘‘، ’’صداقت‘‘،’’شجاعت‘‘اور’’عدالت‘‘ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے فرمان ’’اَلْعَقْلُ السَّلِیْمِ فِیْ الْجِسْمِ السَّلِیْمِ‘‘ کو مدنظر رکھتے ہوئے روزانہ باقاعدگی سے بعد نماز عصر طلباً کے لیے مختلف کھیلوں کا انتظام کی جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس سال دس کلومیٹر پیدل تیز چلنے کا بھی مقابلہ کروایا گیا۔ نیز سیکٹر کے غیر احمدی لڑکوں کے ساتھ بھی فٹ بال کے مقابلہ جات کروائے گئے جس سے جماعت کا تعارف بھی بڑھا۔

امسال سالانہ ورزشی مقابلہ جات 30 جون تا 2 جولائی منعقد ہوئے۔گروپس کے مابین ابتدائی مقابلہ جات پہلے کروائے جاچکے تھے۔ چنانچہ ان تین دنوں میں صرف فائنل میچز کروائے گئے۔ پروگرام سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں خط لکھا گیا نیز صدقہ بھی دیا گیا۔ چنانچہ سالانہ ورزشی مقابلہ جات کے اجتماعی مقابلہ جات میں فٹ بال، کرکٹ، باڑی،والی بال،رسہ کشی، دوڑتین ٹانگ، ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر توازن برقرار رکھنا، دوڑ 100میٹر اور ریلے ریس شامل تھے۔اس کے علاوہ انفرادی مقابلہ جات میں ثابت قدمی، دوڑ، کلائی پکڑنا، پنجہ آزمائی، نشانہ غلیل،لانگ جمپ،ہائی جمپ،بوری ریس، گولہ پھینکنا، دوڑ ہزار میٹر اور روک دوڑ شامل تھی۔ مقابلہ جات سے پہلے حافظ نمی آدم صاحب استاد جامعہ احمدیہ جو کھیلوں کے نگران ہیں، نے اساتذہ پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دے کر ان کو مختلف ذمہ داریاں سونپی گئیں۔

افتتاحی تقریب

سالانہ کھیلوں کی افتتاحی تقریب مؤرخہ 30 جون 2022ء کو منعقد جامعہ کے ہال میں منعقد ہوئی جس کے لئے، جامعہ کی روایات کے مطابق دوران سال نئے آنے والے استاد، اکبر احمد طاہر صاحب کو نامزد کیا گیا تھا۔تقریب کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو چی تینگے ابراہیم صاحب طالب علم سال اول نے کی۔ بعد ازاں جگی آدم صاحب طالب علم سال دوم نے نظم پیش کی۔مہمان خصوصی نے اپنی تقریر میں صحت کا خیال رکھنے اور ورزش کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ نیز ایک مبلغ کے صحت مند ہونے کی اہمیت کو اجاگر کیا۔آخر میں چوہدری نعیم احمد باجوہ صاحب پرنسپل جامعۃ المبشرین نے طلباً کو نصائح کیں۔مہمان خصوصی نے دعا کروائی۔

مقابلہ جات کا آغاز

افتتاحی تقریب کے بعد فائنل مقابلہ جات کا آغاز کیا گیا۔ پہلا کرکٹ کا فائنل میچ صداقت اور شجاعت گروپس کے مابین کروایا گیا۔ اسی طرح باڑی کے میچ عدالت اور امانت گروپ کے درمیان، والی بال کا میچ امانت اور صداقت گروپس کے مابین ہوا۔فٹ بال صداقت اور امانت نیز رسہ کشی کا فائنل میچ شجاعت اور امانت گروپس کے درمیان منعقد کیا گیا۔

چاروں گروپس میں سے اول دوم اور سوم گروپ کا فیصلہ کرنے کے لئے ہر میچ کے پوائنٹس رکھے گئے تھے۔ان قواعد کے مطابق نتائج تیار کئے گئے۔ اس سال امانت گروپ 47 پوائنٹس حاصل کر کے پہلے نمبر پر رہا۔ جبکہ بہترین کھلاڑی دوسرے سال کے طالب علم سلف تراوارے قرار پائے انہوں نے 36 پوئنٹ حاصل کیے۔

بقیہ صفحہ 10 پر

ایک سبق آموز بات

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک اصلاح یہ فرمائی کہ نماز باجماعت میں تاخیر سے آنے والے اس وقت تک جب تک امام الصلوٰۃ دوسرا سلام نہ کہہ دے وہ اپنی نماز کے وفات شدہ حصے کو پورا کرنے کے لیے کھڑے نہ ہوا کریں کیونکہ دوسرا سلام مکمل کرنے کے بعد late comer امام الصلوٰۃ کی اطاعت سے الگ ہوتا ہے۔

مرسلہ: درثمین احمد۔ جرمنی

فقہی کارنر

ایک شخص نے ایک لمبا خط (حضرت مسیح موعودؑ کو) لکھا کہ سیونگ بنک کا سود اور دیگر تجارتی کارخانوں کا سود جائز ہے یا نہیں۔ کیونکہ اس کے ناجائز ہونے سے اسلام کے لوگوں کو تجارتی معاملات میں بڑا نقصان ہو رہا ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ۔

یہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے اور جب تک کہ اس کے سارے پہلوؤں پر غور نہ کیا جائے اور ہر قسم کے حرج اور فوائد جو اس سے حاصل ہوتے ہیں وہ ہمارے سامنے نہ کئے جاویں ہم اس کے متعلق اپنی رائے دینے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ یہ جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہزاروں طریق روپیہ کمانے کے پیدا کئے ہیں۔مسلمان کو چاہئے کہ ان کو اختیار کرے اور اس سے پرہیز رکھے۔ ایمان صِراط مستقیم سے وابستہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو اس طرح سے ٹال دینا گناہ ہے۔مثلاً اگر دنیا میں سؤر کی تجارت ہی سب سے زیادہ نفع مند ہو جاوے تو کیا مسلمان اس کی تجارت شروع کر دیں گے۔ ہاں اگر ہم یہ دیکھیں کہ اس کو چھوڑنا اسلام کے لئے ہلاکت کا موجب ہے تب ہم فَمَنِ اضۡطُرَّ غَیۡرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ کے نیچے لا کر اس کو جائز کہہ دیں گے مگر یہ کوئی ایسا امر نہیں۔

(الحکم نمبر 17 جلد 6 مئورخہ 10 مئی 1902ء صفحہ 11)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

طلوع وغروب آفتاب

		طلوع فجر	غروب آفتاب
16/اگست 2022ء			
مکہ مکرمہ		04:39	18:50
مدینہ منورہ		04:34	18:55
قادیان		04:26	19:11
ربوہ		04:06	18:51
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:21	20:23